جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا

کنزالایمان

وہابیت کے بطلان کا انکشاف

مناظرِ اسلام ترجمانِ مسلکِ رضا مبلغِ اہلسنت

حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲ دربار مارکیٹ لاہور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰه

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا

کنزالایمان

وہابیت کے بطلان کا انکشاف

مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا مبلغ اہلسنت

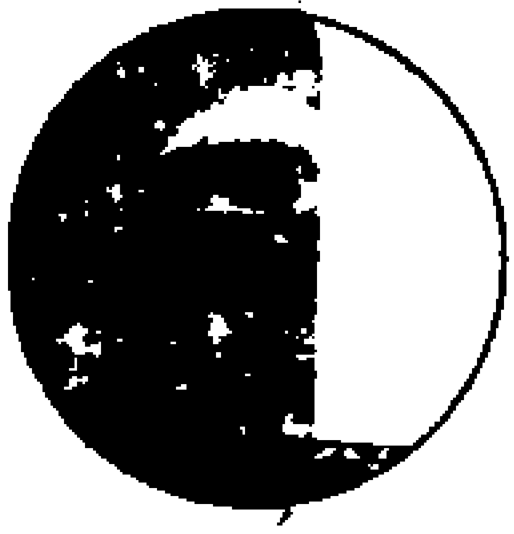
حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲، دربار مارکیٹ لاہور

Voice: 042-7249515

بفیضانِ کرم



حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرمانوالے آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف۔ اوکاڑہ

حضرت سیّد
محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد
محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد
محمد غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد
صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

زیرِ سرپرستی

پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

قیمت 40 روپے

زیرِ اہتمام
سمیع اللہ برکت

زیرِ نگرانی
حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

شائع اول .... یکم مئی 2004

فہرست

مُقَدِّمَۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

وہابی نام نہاد اہلِ حدیث عوام کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور معاذ اللہ اہلِ سُنَّت و جماعت بریلوی مشرک و بدعتی ہیں لیکن اہلِ علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ وہابیت کی بنیاد وہی انبیاء و اولیاء کی توہین پر ہے۔ وہابیہ سے اہلِ سُنَّت و جماعت کے اصولی اختلافات کچھ ایسے ہیں کہ کوئی بھی مسلمان خالی الذہن ہو کر ان متنازعہ عبارات کو پڑھے تو وہ وہابیہ کے حق میں فیصلہ نہیں دے سکتا۔ وہابی علماء عوام کو مغالطہ دینے کیلئے مسئلۂ حاضر و ناظر، علم غیب، استمداد و استعانت، نور و بشر، میلاد و عرس اور ختم شریف کے موضوع پر دھواں دھار تقریریں کر کے یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اصل سُنّی و وہابی اختلاف ان مسائل میں ہے حالانکہ اصولی اختلاف ان مسائل میں نہیں بلکہ ہمارا وہابیہ سے اصولی اختلاف ان متنازعہ عبارات میں ہے جن میں اکابرِ وہابیہ نے انبیاء و اولیاء کی توہین کی ہے۔ وہابیہ کا بے ادب و گستاخ ہونا تو خود ان کے اکابر کو بھی تسلیم ہے۔

1- وہابیہ کے علامہ داؤد غزنوی صاحب کہتے ہیں:

''دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلِ حدیث حضرات ائمۂ اربعہ کی توہین کرتے ہیں، بلاوجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمۂ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں، یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سخت

کے ساتھ اس کو رد کنے کی کوشش کرنی چاہیے"۔[1]

انہی کی مزید سنئے، لکھتے ہیں:

"جماعت اہلِ حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روحانی بد دعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیتا ہے۔ پھر اُن کے بارے میں اِن کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ، اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کے عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطۂ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیوں کر پیدا ہو سکتی ہے"۔[2]

2- وہابیہ کے مجتہد اور مترجم صحاح ستہ ماسوا ترمذی علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

"غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلِ حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے، نہ سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی، قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں تفسیر آ چکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے ہیں"۔[3]

مزید لکھتے ہیں:

"بعضے عوام اہلِ حدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہلِ حدیث ہونے کیلئے کافی سمجھا ہے، باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں، غیبت، جھوٹ، افتراء سے باک نہیں کرتے، ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں، اپنے سوا تمام

1- داؤد غزنوی صفحہ ۷۸ مطبوعہ لاہور

2- ایضاً صفحہ ۱۳۶

3- لغات الحدیث صفحہ ۹۱ جلد ۲، حیات وحید الزماں صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ کراچی

مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں، بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں''۔[1]

3- وہابیہ کے امام عبدالجبار غزنوی کی سن لیجئے، فرماتے ہیں:

''ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے ہیں جو حدیثیں کہ سلف و خلف کے ہاں معمول بھا ہیں، ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال و افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نُور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں اور ان پر اپنے بیہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم کرتے ہیں''۔[2]

اختصار مانع ہے ورنہ متعدد حوالہ جات حاضر خدمت کر دیتا۔ ان حوالہ جات سے ہی یہ ثابت ہو گیا کہ وہابیہ انبیاء و اولیاء کے گستاخ ہیں۔

اہلِ سُنّت کا وہابیہ سے اُصولی اختلاف:

وہابی علماء عوام کو ان مسائل سے بے خبر کرنے کیلئے فروعی مسائل جیسے رفع یدین، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام وغیرہ کو ایمان و کفر کے مسائل کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں حالانکہ ان مسائل میں اختلاف ان سے ہمارا اصولی و بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ ہمارے اس موقف کو وہابی اکابر نے بھی تسلیم کیا ہے۔

1- وہابیہ کے مجتہد علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

''اختلاف یہ نہیں ہے ایک رفع یدین کرے دوسرا نہ کرے ایک پکار کر آمین کہے ایک آہستہ جبکہ اختلاف یہ ہے ایک دوسرے سے ناحق جھگڑے، اس کو ستائے''۔[3]

1- لغات الحدیث صفحہ ۹۱ جلد ۲ مطبوعہ کراچی

2- فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۷ صفحہ ۸ مطبوعہ لاہور

3- تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۵۳۵ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ، لاہور

یہی وحیدالزماں صاحب لکھتے ہیں:

''وہ (اہلِ حدیث) رفع یدین کو سنت کہتے ہیں''۔[1]

اور سن لیجیے، لکھتے ہیں:

''سنت کے ترک کو حضرت رسولِ کریم ﷺ کا خلاف کرنا نہیں کہہ سکتے''۔[2]

اب تو انصاف سے کہیے کہ ان وہابیہ کا ان مسائل میں اہلِ سنت سے محاذ آرائی کرنا کہاں تک درست ہے۔

2- وہابیہ کے شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی لکھتے ہیں:

''اسی طرح اگر کوئی اہلِ حدیث بوجہ تحقیق رفع یدین نہ کرے اور آمین بالجہر نہ کہے یا فاتحہ خلف الامام پر تشدد نہ کرے تو وہ اہلِ حدیث ہی رہتا ہے مسلک اہلِ حدیث سے علیحدہ نہیں ہوتا''۔[3]

3- وہابیہ کے مؤرخ مسعود عالم ندوی بھی لکھتے ہیں:

''مولوی محمد حسین صاحب (بٹالوی) اور ان ہی جیسے بعض علماء اہلِ حدیث کی روش کا یہ نتیجہ ہوا کہ موجودہ جماعت اہلِ حدیث کا عام رجحان فروعی مسائل تک محدود ہو کر رہ گیا ہے...... موجودہ جماعت اہلِ حدیث آمین و رفع یدین اور اس قسم کے دو چار فروعی مسئلوں پر قانع ہو کر رہ گئی ہے بلکہ اب اس کی حیثیت جماعت سے زیادہ فرقہ کی ہو گئی''۔[4]

اور لکھتے ہیں:

''اہلِ حدیث سے تحزب (تخریب کاری) اور گروہ بندی کی بو آتی ہے...... ہر طرف تحزب اور فرقہ بندی کا زور ہے۔ ضرورت اصول پر زور دینے اور فروع

1- تیسیر الباری جلد ا صفحہ ۴۶۸

2- تیسیر الباری جلد ا صفحہ ۴۶۳

3- حنفی اور اہلِ حدیث صفحہ ۲

4- ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۲۶،۲۵ مطبوعہ لاہور

میں رواداری ہونے کی ہے''۔[1]

یہ بیانات سُنّی حنفی بریلوی علماء کے نہیں ہیں بلکہ وہابی اکابر کی تحریریں ہیں جن سے بہر صورت یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارا وہابیہ سے اصولی اختلاف انبیاء و اولیاء کی توہین کا ہے نہ کہ ان فروعی مسائل کا۔ وہابیہ کا صرف دعویٰ ہی اہلِ حدیث ہونے کا ہے حقیقت سے اس کا دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ وہابیہ کے بے ادب اور گستاخ ہونے پر تفصیلی اور وزنی دلائل آپ کو ہماری اس کتاب میں ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ مل جائیں گے۔

1- مسئلہ رفع یدین پر گفتگو کرتے ہوئے وہابیہ کے محدث نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

''اگر کوئی (رفع یدین) نہ کرے تو بوجہ دوسری جانب کی روایات ضعیف کے اس پر کچھ اعتراض نہ کیا جاوے''۔[2]

2- ایک جگہ لکھا ہے:

''بر علمائے حقانی پوشیدہ نیست کہ در رفع یدین بوقت رفتن در رکوع و وقت برداشتن سر از رکوع منازعت و مخاصمت و مشاتمت و مغاضبت کردن خالی از تعصب مذہبی و جہالت نخواہد بود زیرا کہ رفع و عدم رفع در ہر دو مقام باوقات مختلفہ از آنحضرت ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت است''۔[3]

اس فارسی عبارت کا ترجمہ ہم فتاویٰ نذیریہ کے حاشیہ سے ہی پیش کر رہے ہیں:

''علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا، جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں ہے کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا، نہ کرنا دونوں ثابت ہیں''۔[4]

3- وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی بھی لکھتے ہیں:

1- ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک حاشیہ صفحہ ۲۶

2- فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۰ مطبوعہ گوجرانوالہ

3- فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۳ صفحہ ۱۶۰، فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۱

4- فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۱، فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۳ صفحہ ۱۶۰

"آج کل لوگ معمولی مسائل میں وقت ضائع کرتے ہیں اور اہم مسائل سے غافل ہیں۔ خدا سمجھ دے۔ آمین"۔[1]

4- وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے صاحبزادے علی حسن خان اپنے والد کی بابت لکھتے ہیں:

"والا جاہ مرحوم نماز پنجگانہ حنفی طریقہ پڑھتے تھے"۔[2]

اختصار مانع ہے ورنہ متعدد حوالہ جات ہدیہ قارئین کر دیتا۔

وہابیہ کا مقصد اتباع سُنّت نہیں بلکہ فتنہ وفساد ہے:

وہابیہ کے مستند عالم عطاء اللہ حنیف بھوجیانی نقل کرتے ہیں:

"مولانا (اسماعیل دہلوی) نے تقویت الایمان لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھی، شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی پر عزمِ جہاد ہے اس لیے میں اس کام سے معذور ہوں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ دوسرا کوئی بھی اس بار کو اٹھائے گا نہیں اس لیے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے"۔[3]

وہابی عالم کی اس عبارت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ برصغیر میں فتنہ وفساد کی بنیاد امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان نے ڈالی ہے۔ اس پر چند شواہد پیشِ خدمت ہیں:

1- فتاویٰ اہل حدیث جلد ۲ صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ سرگودھا

2- مآثر صدیقی جلد ۴ صفحہ ۶۳ مطبوعہ نولکشور

3- اکمل البیان صفحہ ۴ مطبوعہ لاہور

1- وہابیہ کے امام الہند ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

''مولانا محمد اسماعیل شہید مولانا منورالدین کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انہوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی اور ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔ ان کے رد میں سب زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منورالدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۸ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد کیا تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا پھر حرمین شریفین سے فتویٰ منگایا''۔[1]

2- وہابیہ کے مجتہد علامہ وحیدالزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں:

"شدد بعض اخواننا من المتاخرین فی امر الشرك ضيق دائرة الاسلام و جعل الامور المكروهة والمحرمة شر كا فان كان غرضه من هذا الشرك العملى اعنى الشرك الاصغر او سد الذرائع فالله يغفر له و يعفو عنه والا فهو غال و مشدد فی الدين و قال الله تعالىٰ لا تغلوا فی دينكم والتشديد فی الدين سيما الخوارج المارقين والنا كثين"۔[2]

''ہمارے بعض متاخرین[3] نے شرک کے معاملہ میں بہت تشدد کیا ہے اور اسلام کے دائرہ کو بہت تنگ کر دیا ہے۔ مکروہ اور حرام امور کو بھی شرک قرار دیا ہے۔ اگر ان کی شدت سے ان کا شرک اصغر یا ان امور کا سد باب مقصد ہے تو اللہ ان کو معاف کرے، وگرنہ وہ دین میں سخت غالی اور دین میں تشدد کرنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دین میں غلو مت کرو۔ دین میں تشدد ان خارجیوں کی نشانی ہے اور دین سے خارج اور عہد شکن ہیں''۔

3- وہابیت کے قاضی عبدالاحد خانپوری لکھتے ہیں:

1- آزاد کی کہانی صفحہ ۳۶ مطبوعہ لاہور

2- ہدیۃ المہدی جلد ا صفحہ ۶ ۲ مطبوعہ دہلی

3- اس سے مراد مولوی اسماعیل دہلوی اور محمد بن عبدالوہاب نجدی ہیں۔ (حاشیہ ہدیۃ المہدی جلد ا صفحہ ۲۶)

''اس زمانے کے جھوٹے اہلِ حدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء الرسول سے جاہل ہیں، وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں روافض کے، یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ و زنادقہ کا تھے اسلام کی طرف اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہلِ حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہٖ مثل تشیّع کے...... مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیّع ظاہر کر کے حضرت علی اور حسنین رضی اللہ عنہم کی غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دے دیں اور پھر جس قدر الحادو زندقہ پھیلائیں، کچھ پروا نہیں، اسی طرح ان جہال بدعتی کاذب اہل حدیثوں میں ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک کرے مثل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جن کی امامت فی الفقہ اجماعِ امت کے ساتھ ثابت ہے اور جس قدر کفر، بداعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلا دے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے''۔[1]

4- وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

''جماعت اہل حدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان میں بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور پرانے کانگریسی ہیں جو کانگریس کا حق نمک ادا کرنے کے لیے ایک نہایت گہری زمین دوز تجویز کے تحت انگریزی پالیسی ''تفرقہ ڈالو اور فتح کرو'' سے مسلمانوں کو اختلافی مسائل میں مشغول کر کے باہمی اتفاق میں رکاوٹ اور مسلمانوں میں خصوصاً اہل حدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں''۔[2]

قارئینِ کرام! ہماری اس تفصیلی مع الدلائل گفتگو سے یہ بات روزِ روشن کی طرح

1- کتاب التوحید والسنۃ صفحہ ۲۶۲

2- احیاء المیت صفحہ ۳۶

عیاں ہوگئی کہ وہابیہ کا مقصد صرف اور صرف فتنہ وفساد ہے اور اس مذہبی فرقہ واریت اور فتنہ وفساد کا موجب انہی وہابیہ کے اکابر تھے۔

جہاں تک ان کے دعویٰ احیاء سنّت کا معاملہ ہے وہ بھی آپ ان دلائل سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہابیہ کا مقصود احیاء سنت نہیں بلکہ فتنہ وانتشار ہے۔

یوسف پنشنر کی کاروائی سنیے، لکھتے ہیں:

"امرتسر میں یہ گل کھلا کر میں اپنے وطن ضلع مظفر گڑھ میں شادی کرانے چلا گیا ریل نہ ہونے کی وجہ سے کئی دنوں کا سفر تھا۔ راستے میں بھی یہی طریق رہا۔ جہاں نماز پڑھی آمین بالجہر کہی اور شورش ہوئی۔ خدا خدا کر کے اپنے وطن حسین پور ضلع مظفر گڑھ میں پہنچے وہاں بھی اپنے قصبہ (حسین پور) میں آمین بالجہر کہی تو عام شورش ہوئی یہاں تک کہ میرے سسرال والوں نے نکاح دینے سے انکار کر دیا"۔[1]

وہابیہ کا اتباع واحیائے سنت کا دعویٰ بھی بالکل جھوٹ ہے بلکہ اپنے ذاتی مقاصد کی خاطر یہ لوگ اپنے بقول ہی جو اہم سنتیں ہیں ان سے بھی منہ پھیر لیتے ہیں، ان کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔ بحمد اللہ ہم اپنے ہر دعویٰ کو وہابیہ کے مسلمہ اکابر سے ثابت کریں گے۔

وہابیہ کا ذاتی مقاصد کی خاطر سُنّت ترک کرنا:

آپ مسئلۂ رفع یدین کو ہی لیجئے یہ لوگ رفع یدین کو فرض تک کہہ دیتے ہیں۔

1- وہابیہ کے امام مسعود بی ایس سی لکھتے ہیں:

"رفع یدین فرض ہے"۔[2]

2- وہابیہ کے مقتدا انور حسین گرجاکھی لکھتے ہیں:

"رفع یدین سنت مؤکدہ ہے بلکہ واجب ہے اور اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے"۔[3]

1- نقوش ابوالوفا صفحہ ۴۱

2- تلاشِ حق صفحہ ۷۲ مطبوعہ راولپنڈی

3- قرۃ العینین صفحہ ۶۹

3- وہابیہ کے علامہ شیخ الحدیث خالد گرجاکھی لکھتے ہیں:

''رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا رسول کریم کی سنت متواترہ ہے''۔[1]

4- وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں:

''احتیاط رفع یدین کرنے ہی میں ہے نہ کرنے میں خطرہ ہے کہ نماز میں نقص آئے''۔[2]

5,6- وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نیز وہابی مفتی عبدالستار لکھتے ہیں:

''(رفع یدین) سنت مؤکدہ ہے''۔[3]

اسی رفع یدین کو یہ لوگ کئی دفعہ اپنے ذاتی مقاصد کیلئے چھوڑ دیتے ہیں۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں!

1- وہابیہ کے امام عنایت اللہ اثری گجراتی لکھتے ہیں:

''انہیں ایام کا ذکر ہے کہ مولوی الوہاب صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ مولوی عبدالحکیم نصیر آبادی جب فلاں جگہ جاتے ہیں تو وہاں کے احناف کی خاطر رفع یدین چھوڑ دیتے ہیں''۔[4]

2- وہابیہ کے خواجہ عطاء الرحمٰن لکھتے ہیں:

''مولانا خالد (گرجاکھی) صاحب نے بتایا ہے کہ والد صاحب (نور حسین) ایک دن تہجد کی نماز میں اپنے استاد مولانا علاؤ الدین صاحب کے ساتھ باجماعت ادا کی تو مولانا علاؤ الدین صاحب کو تہجد میں رفع یدین کر کے نماز پڑھتے دیکھا حالانکہ مولانا دن کی نمازوں میں رفع یدین نہ کرتے تھے میں نے پوچھا تو فرمانے لگے: بیٹا! یہ سنت سے ثابت ہے لیکن میں دن کو اس لیے نہیں کرتا تا کہ لوگ بدک نہ جائیں۔ کہنے لگے میں ایک دن اپنے استاد

1- صلاۃ النبی صفحہ ۱۶۱

2- فتاویٰ اہل حدیث جلد ۱ صفحہ ۴۶۳

3- صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۳۶، فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۵۱

4- العطر البلیغ صفحہ ۳۳

حضرت مولانا غلام رسول صاحب قلعوی کے ساتھ اکیلا نماز پڑھ رہا تھا تو انہوں نے بھی رفع یدین کیا میں نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا بیٹا یہ سُنت رسول ﷺ ہے ہم لوگ صرف اس لیے نہیں کرتے کہ لوگ بدک نہ جائیں اور ہماری تبلیغ میں رکاوٹ نہ ہو"۔[1]

3- وہابیہ کے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی سے رفعِ یدین کے متعلق سوال ہوا، سوال و جواب دونوں ہدیہ قارئین کیے جاتے ہیں۔

سوال: بندہ رفع یدین کو سنت رسول سمجھ کر نماز میں ادا کرتا ہے والدین کا اصرار ہے کہ رفع یدین چھوڑ دو مجھے اس صورت میں سنت رسول پر عمل کرنا چاہیے یا والدین کی اطاعت؟

جواب: بعون الوہاب ان حالات میں والدین کی دلجوئی کیلئے ترک رفع یدین کی گنجائش ہے۔ ہمارے بعض اسلاف تبلیغی مصلحت کے پیشِ نظر ترک رفع (یدین) پر عامل تھے۔[2]

قارئینِ کرام! یہ ہے ان کا اتباعِ سنت کا حال۔ اس سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ وہابیہ کا مقصد اتباعِ سُنّت نہیں بلکہ اپنی نفس پرستی یا مولویت پرستی ہے۔

ترکِ سُنت اور وہابی مذہب

وہابی مذہب میں سنت کو چھوڑنا جائز اور سنت کی خلاف ورزی گناہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری سے کسی نے سوال کیا:

سوال: کوئی شخص فرض نماز ادا کرے اور سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ترک کر دے تو خدا کے پاس اس ترک سنت کا کیا مواخذہ ہوگا۔

جواب: سنتوں کی وضع رفع درجات کیلئے ہے ترک سنن سے رفع درجات میں کمی رہتی ہے، مواخذہ نہیں ہوگا انشاء اللہ۔[3]

1- سوانح مولانا نور حسین گرجاکھی صفحہ ۱۲، ۱۳

2- ہفت روزہ الاعتصام لاہور مئی ۱۹۹۰ء

3- فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۶۲۸

وہابیہ کے مولوی عبدالستار دہلوی لکھتے ہیں:

''نوافل و سننِ صلوٰۃ کے ترک پر گناہ نہیں'' ۔[1]

موجودہ وہابیہ نماز میں رکوع جاتے اور اُٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سنت رسول ہے جبکہ وہابی علماء کے بقول سجدوں کے ساتھ رفع یدین بھی سنت ہے مگر یہ سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ اس کے متعلق ہم اکابرِ وہابیہ سے چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

1- وہابیہ کے محدث ناصر الدین البانی نے لکھا ہے:

''نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدوں کا رفع یدین بھی کرتے تھے'' ۔[2]

2- البانی کی اسی کتاب کا وہابیہ کے صادق خلیل نے ترجمہ کیا ہے۔ البانی صاحب لکھتے ہیں:

''اور کبھی (نبی کریم علیہ السلام) سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین کرتے۔ اس حدیث میں جس رفع یدین (سجدوں کے وقت) کا ذکر ہے وہ دس صحابہ سے مروی ہے اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس، حسن بصری، طاؤس، اس کا بیٹا عبداللہ، عبداللہ بن عمر کا غلام نافع، سالم، قاسم بن محمد، عبداللہ بن دینار عطاء اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے اسے سنت کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اس سنت پر عمل کیا ہے۔ امام مالک و امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے'' ۔[3]

3- وہابیہ کے علامہ شیخ الحدیث خالد گرجاکھی نے امام بخاری کے رسالہ جزء رفع یدین کا ترجمہ کیا ہے۔ اس میں بھی اُس نے سجدوں کے وقت رفع یدین کو سنت لکھا ہے ۔[4]

4- وہابی علماء کے نزدیک سجدوں کے وقت رفع یدین کی حدیث صحیح ہے اس رفع یدین کو

1- فتاویٰ ستاریہ جلد ۴ صفحہ ۳۵

2- صفۃ صلاۃ النبی صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ لاہور

3- نماز نبوی صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷

4- جزء رفع یدین صفحہ ۶۶

روکنے والا خطا کار ہے اس کو چھوڑنے والا غفلت اور سستی سے چھوڑتا ہے۔ اس رفع یدین کے کرنے والے کو سو شہید کا ثواب ملے گا جو اسے ناجائز کہے وہ اسرارِ شریعت سے محروم ہے جو اس سے روکے وہ معاند حق ہے۔[1]

اب انصاف سے کہیے کہ وہابیہ کا اہل حدیث ہونے کا دعویٰ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں! میں تو کہتا ہوں کہ وہابیہ کے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ ہے۔

وہابیہ کے مذہب کی بنیاد جھوٹ پر ہے:

یہاں پر ہم صرف دو حوالہ جات پیش کر رہے ہیں کہ وہابی علماء جھوٹ بولتے ہی نہیں بلکہ جھوٹ گھڑتے بھی ہیں۔

1- وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

"سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات بخاری اور مسلم اور ان کی شروح میں بکثرت ہیں"۔[2]

2- وہابیہ کے علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی کہتے ہیں:

"امام بخاری نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے: المسح علی الجوربین"۔[3]

یہ وہابی علماء کے اتنے بڑے جھوٹ ہیں اور وہ بھی دین کے نام پر جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔

قارئین کرام! یہ ایسے ہی جھوٹ ہیں جیسا کہ قادیانیوں کے مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کیلئے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی"۔[4]

1- فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۴ صفحہ ۳۰۵، ۳۰۶

2- فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۳، فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۳ صفحہ ۹۱

3- خطبات یزدانی جلد ۱ صفحہ ۲۳۴

4- شہادۃ القرآن صفحہ ۴۱

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے اور جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

حضرات! بخاری و مسلم ایسی کتب نہیں جو مل نہ سکیں، کوئی بھی دیکھ لے۔ بلکہ وہابیہ کی یہ مترجم کتب بازار سے مل جاتی ہیں، نہ قادیانی اپنے جھوٹے نبی کی درج کردہ حدیث آج تک بخاری سے دکھا سکے نہ وہابی یہ مذکور بالا حوالے بخاری سے دکھلا سکیں گے۔ انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ۔

یہ تو امام بخاری پر جھوٹ باندھا گیا۔ ان وہابیہ کے نزدیک تو خدا پر بھی جھوٹ بولنا جائز ہے۔ نعوذ باللہ۔

وہابیہ کے شیخ الاسلام ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری نے وہابیہ ہی کے محدث عبداللہ روپڑی کی عبارت نقل کی ہے:

> ''خاوند بیوی کا تعلق اور ان کا اتفاق و محبت سے رہنا اس کو شریعت نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کیلئے اللہ پر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے''۔[1]

موجودہ اہلِ حدیث حقیقۃً وہابی ہیں:

یہ نام نہاد اہل حدیث حقیقت میں وہابی ہیں، نجدی ہیں، شیعہ کی طرح تقیہ بازی کر کے اہل حدیث کہلواتے ہیں۔ اختصار کے ساتھ ایک دو حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

1- وہابیہ کے مقتدا داؤد غزنوی کے متعلق لکھا ہے کہ اصلاً وہ اس وہابی تحریک کی گمشدہ تصویروں میں سے ایک تصویر تھے۔[2]

2- وہابیہ کے علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی کہتے ہیں:

''وہابیو! تمہیں وہابی ہونا مبارک ہو''۔[3]

3- سردار محمد حسنی صاحب بی اے لکھتے ہیں:

1- ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث یکم ستمبر ۱۹۳۳ صفحہ ۱۰، مظالم روپڑی صفحہ ۵۳

2- داؤد غزنوی صفحہ ۶۴

3- خطباتِ یزدانی جلد ۲ صفحہ ۸۷

''انیسویں صدی کے ابتدا میں ہندوستان میں وہابیت کی تحریک جاری ہوئی تھی آج تک ہندوستان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دراصل وہابی ہیں مگر انہیں اور نام سے پکارا جاتا ہے مثال کے طور پر اہلِ حدیث''۔[1]

4- وہابیہ کا ایک ترجمان لکھتا ہے:

''وہابی خالص اسلام کی حفاظت اور شرک و بدعت کے خلاف سینہ سپر ہیں''۔[2]

حضور ﷺ وہابی ہیں (معاذ اللہ):

وہابیہ کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

''آنحضرت فداہ ابی وامی (ﷺ) سخت قسم کے وہابی تھے''۔[3] (نعوذ باللہ)

اکابر وہابیہ بے وقوف ہیں:

ہماری قائم کردہ سرخی کو شاید بعض لوگ سخت الفاظ سے تعبیر کریں مگر ہم نے ابتداء ہی میں دعویٰ کیا تھا کہ انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ ہم اپنے ہر دعوے کا ثبوت وہابی اکابر کی مستند کتب سے پیش کریں گے تو اس کا بھی ثبوت حاضر ہے۔ اصل عبارت یہ ہے:

سوال: ہمارے ہاں کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو آنحضرت ﷺ کو بھی وہابی کہتے ہیں کیا ایسا کہنا جائز ہے۔ (مستری محمد یوسف گوردو چک)

جواب: ایسے لوگ بہت ہی بے وقوف ہیں الخ۔[4]

وہابی عالم اسمٰعیل سلفی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہابی قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف وہابی اکابر کا ہی فتویٰ ہم نے پیش کر دیا ہے کہ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہابی کہنے والے بہت ہی بے وقوف ہیں تو نتیجہ واضح ہے۔

1- سوانح حیات سلطان ابن سعود صفحہ ۲۶۱

2- ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۱ جون ۱۹۷۶ء

3- تحریک آزادی فکر صفحہ ۲۹۵، فتاویٰ سلفیہ صفحہ ۱۲۶

4- فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۹ صفحہ ۱۳۹

انگریز سے ''وہابی'' نام کی بجائے ''اہلِ حدیث'' کی منظوری:

اکابر وہابیہ سے انہی کے مقتدا محمد حسین بٹالوی نے انگریزوں سے ان کی خوشامد کر کے ان سے اعلان وفاداری کی بنا پر وہابیہ کا نام ''وہابی'' کی بجائے ''اہلِ حدیث'' منظور کروایا۔ یہاں صرف اختصاراً دو حوالہ جات لکھے جاتے ہیں۔

1- وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں:

''چنانچہ یہ دعویٰ ارسال رسل مولوی محمد حسین بٹالوی کا سر ہنری ڈیوینس لفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب کے اجلاس میں پیش کیا گیا تھا۔ بجواب درخواست مذکور لفٹیننٹ گورنر صاحب موصوف نے مولوی محمد حسین (بٹالوی) کا شکریہ خیر خواہی ادا کیا لیکن کسی مصلحت سے ایلچی کا روانہ کرنا پسند نہ کیا بعد اس کے فرقہ موحدین لاہور نے صاحب بہادر موصوف کی روبکاری میں استدعا پیش کی کہ موحدین جو لفظ بدنام ''وہابی'' سے پکارے جاتے ہیں اور اطلاق اس لفظ کا عامۃً موحدین پر کیا جاتا ہے سو بطور سرکاری اشتہار دیا جاوے کہ آئندہ فرقہ ہائے موحدین لفظ بدنام ''وہابی'' سے نہ مخاطب کیے جاویں، چنانچہ لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر موصوف نے اس درخواست کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحدین ہند پر شبہ بدخواہی گورنمنٹ ہند عامۃً نہ ہو اور خصوص جو لوگ کہ وہابیان ملک ہزارہ سے نفرت ایمانی رکھتے ہیں اور گورنمنٹ ہند کے خیر خواہ ہیں ایسے فرقہ موحدین مخاطب بہ وہابی نہ ہو''۔[1]

2- وہابیہ کے مقتدا عبدالمجید خادم سوہدروی لکھتے ہیں:

''لفظ وہابی آپ (محمد حسین بٹالوی) ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا''۔[2]

1- ترجمان وہابیہ صفحہ ۶۲

2- سیرت ثنائی صفحہ ۳۵۲ حاشیہ

وہابیت سے لاتعلقی کا اعلان:

نام نہاد اہلِ حدیث وہابیت سے اعلان لاتعلقی کرتے رہے اگر چہ یہ دھوکہ تھا۔ گزشتہ صفحات کے مطالعہ سے آپ پر حقیقت واضح ہو چکی ہے۔ یہاں بھی اختصاراً صرف ایک دو حوالہ جات لکھے جاتے ہیں۔

1- وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

''ہند کے لوگوں کو وہابیہ نجدیہ سے نسبت دینا کمال نادانی اور نہایت بے وقوفی اور صریح غلطی ہے''۔[1]

2- وہابیہ کے مجتہد محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

''وہابی باغی و نمک حرام''۔[2]

3- وہابیہ کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

''نہ ہی ہم لوگ اہل وہاب یا وہابی کہلانا پسند کرتے ہیں''۔[3]

4- مدیر رضوان نے اس ھمز لمز کیلئے وہابی کا لقب اہل حق کیلئے اختیار کیا، اللہ کا شکر ہے کہ اس سب وشتم کا دھارا خود بخود ہی کسی اور طرف پھر گیا ہے اور اہل حق اس بیہودہ گوئی سے محفوظ ہو گئے۔[4]

قارئین کرام! ایک طرف حضور علیہ السلام کو وہابی کہتے ہیں۔ دوسری طرف اس لفظ کو اپنے لیے بے ہودہ گوئی اور سب وشتم سے تعبیر کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ آج کل جب انہیں وہابی کہا جاتا ہے تو ایک توجیہ یہ کرتے ہیں کہ ہم ''وہاب'' سے وہابی ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ بتاؤ کہ کیا اب خدا تعالیٰ سے تمہارے ان اکابر نے لاتعلقی کا اعلان کر دیا ہے۔

1- ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۴

2- اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ شمارہ ۲ صفحہ ۳۴

3- فتاوی سلفیہ صفحہ ۱

4- فتاوی سلفیہ صفحہ ۱۱۳ تحریک آزادی فکر صفحہ ۲۷

اہلِ مکہ ومدینہ کے عمل سے استدلال:

وہابی جب قرآن و حدیث سے اپنے مذہب کو ثابت کرنے سے قاصر ہوتے ہیں تو ائمہ واہلِ مکہ ومدینہ کے عمل سے استدلال کیا کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم وہابیہ کے مسلمہ اکابر کی تحریریں پیش کر رہے ہیں۔

1- وہابیہ کے مجتہد علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

''زرقانی نے کہا کہ اس اثر سے حجت پکڑی ہے اُن لوگوں نے جو کہتے ہیں اہلِ مدینہ کا قول وفعل کچھ شرعاً حجت نہیں ہے جو یہ اسانید صحیحہ پیغمبر خدا ﷺ اور اُن کے خلفائے راشدین سے منقول ہے۔ ترجمہ (میں وحید الزماں) کہتا ہے کہ بہت سے اکابر علماء نے تصریح کر دی اس بات کی کہ مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ کے لوگوں کا قول وفعل کچھ سند نہیں ہے کیونکہ دونوں مقاموں میں بدعات کا رواج بہت ہو گیا ہے''۔[1]

2- وہابیہ کے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی لکھتے ہیں:

''تو کون سا یہ عمل (جو بیت اللہ میں ہوتا ہے) ہمارے لیے قابلِ حجت ہے؟ حجت تو صرف کتاب وسنت ہے''۔[2]

3- وہابیہ کے سرخیل سید احمد بریلوی کہتے ہیں:

''وہی (حجاز) سرزمین ہے جہاں دین خلل سے محفوظ رہے گا اگرچہ بدعات سے وہ ملک (عرب) بھی خالی نہیں''۔[3]

4- غلام رسول مہر جو کہ وہابی مؤرخ ہیں، لکھتے ہیں:

''(سید احمد بریلوی) ساری نمازیں حرم میں ادا کرتے تھے...... سید صاحب نے یہ فیصلہ کر لیا کہ جب تک دوسری جماعتیں ہوں، سب بھائی آرام سے

1- کشف الغطاء ترجمہ مؤطا امام مالک صفحہ ۶۲ مطبوعہ لاہور

2- ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۹ نومبر ۱۹۹۶ء

3- سید احمد شہید صفحہ ۲۰۳

بیٹھے قرآن سنتے رہیں جب دوسرے لوگ فارغ ہو جائیں تو اپنی جماعت کھڑی ہو"۔[1]

ہر داعیِ شر خیر خواہ کے روپ میں آتا ہے:

ہماری اس گفتگو سے یہ بات واضح ہوگئی کہ وہابیت کی بے ادبی پر بنیاد ہے اور ان کا قرآن وحدیث سے کوئی دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ سوال آجائے کہ وہابی تو بڑے قوم کے خیر خواہ اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں تو اس کا جواب بھی وہابیہ کے اکابر سے پیش کر کے مقدمہ کا اختتام کرتے ہیں۔

وہابیہ کے علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی کہتے ہیں:

"آدم اور حوا علیہما السلام جنت میں رہ رہے ہیں، کھاتے ہیں، پیتے ہیں مگر شیطان نے کہا کہ میں انہیں یہاں نہیں رہنے دوں گا وہ دشمن بن کر نہیں آتا بلکہ دوست اور خیر خواہ بن کر آتا ہے"۔[2]

بطور شاہد نام نہاد جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب کی بھی سن لیجئے:

"یہ بھی انسان کی عین فطرت ہے کہ وہ برائی کی کھلی دعوت کو کم ہی قبول کرتا ہے عموماً اسے جال میں پھانسنے کیلئے ہر داعی شر کو خیر خواہ کے بھیس ہی میں آنا پڑتا ہے"۔[3]

وہابی کی وجہ تسمیہ:

وہابی مذہب محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب ہے۔ نجدیت اور وہابیت ایک ہی مذہب ہے۔

1- ایک وہابی عالم مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں:

1- سید احمد شہید صفحہ ۳۲۲

2- خطباتِ یزدانی جلد ۱ صفحہ ۳۶

3- تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۶ مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور

''وہابیت کی نسبت عام طور پر شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی کی طرف کی جاتی ہے''۔[1]

2- ایک وہابی سوانح نگار احمد عبدالغفور عطار لکھتے ہیں:

''وہابی ابن تیمیہ، ابن القیم الجوزیہ اور ان کے متبعین کے مسلک پر چلتے ہیں تو اس میں راہِ ثواب سے کچھ بعد نہیں ہے بلکہ اصح یہی ہے کہ انہی ائمہ کے متبعین میں سے ہیں اور شیخ الاسلام (محمد بن عبدالوہاب نجدی) نے بھی انہی کے طریق کی پیروی کی ہے''۔[2]

3- ایک جگہ لکھا ہے:

''قاعدہ کی رُو سے وہابی اس کو کہنا چاہیے جو مجدد ملت شیخ الاسلام حضرت محمد بن عبدالوہاب نجدی کا مقلد اور پیرو ہو''۔[3]

4- وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

''اس (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کے اتباع اور فوجیوں کو لوگ وہابی کہتے تھے''۔[4]

ایک جگہ ہے:

''وہابی وہی گروہ ہے جو علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا پیرو''۔[5]

اب بطور شاہد اکابر دیوبند کی سن لیجیے۔

1- دیوبندی قطب عالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں''۔[6]

1- ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۱۵ مطبوعہ حیدر آباد دکن طبع اول

2- محمد بن عبدالوہاب صفحہ ۱۷۴

3- فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۹

4- فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۴۱۴

5- ایضاً صفحہ ۴۱۵

6- فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۶۶، تالیفات رشیدیہ صفحہ ۲۴۲

2- دیوبند کے خیرالمدارس کے مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''وہابی کا لقب محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے پیروکاروں کیلیئے ہی مشہور ہوا''[1]

3- دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''اس لقب (وہابی) کے معنے یہ ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہاب (نجدی) کا تابع یا موافق''[2]

قارئینِ کرام! اِن وہابیہ دیوبندیہ کے ان حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہابیہ نام نہاد اہلِ حدیث کو وہابی خدا تعالیٰ کے صفاتی نام ''وہاب'' کی وجہ سے نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ان کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسبت سے وہابی کہا جاتا ہے جو ان کے اکابر نے بھی تسلیم کیا ہے۔

1- خیرالفتاویٰ جلد ۱ صفحہ ۳۷۵

2- امدادالفتاویٰ جلد 5 صفحہ ۲۳۳

وہابی توحید

اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے: (نعوذ باللہ)

1- وہابیہ کے شاہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"پس لانسلّم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد الی قولہ الا لازم آید کہ قدرت انسانی زائد از قدرت ربانی باشد"[1]

"پس ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ محال بالذات ہو ورنہ لازم آئے گا کہ انسانی قدرت اللہ کی قدرت سے زیادہ ہے"۔

2- وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

"امکان کذب باری (تعالیٰ) کفر نہیں ہے"۔[2]

اللہ تعالیٰ جہت اور مکان سے پاک نہیں ہے: (نعوذ باللہ)

وہابیہ کے شاہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات (الیٰ قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است"۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان وغیرہ سے پاک ماننا حقیقی بدعت ہے۔[3]

اللہ تعالیٰ مکّار ہے: (نعوذ باللہ)

شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھا:

1- یک روزہ فارسی صفحہ ۱۷، ۱۸

2- شمع توحید صفحہ ۱۲

3- ایضاح الحق صفحہ ۳۵

''سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیے''۔[1]

اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ علم غیب نہیں: (نعوذ باللہ)

شاہ اسماعیل دہلوی رقم طراز ہیں:

''سو اس طرح غیب کا دریافت، دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے''۔[2]

بُرے وقت میں پہنچنا اللہ کی شان ہے: (نعوذ باللہ)

اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

''بُرے وقت میں پہنچنا اللہ کی شان ہے''۔[3]

اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر موجود ہے: (نعوذ باللہ)

1- وہابیہ کے امام ابن قیم نے لکھا ہے:

''میرا عقیدہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ عرش اور کرسی کے اوپر موجود ہے، اللہ نے دونوں قدم کرسی پر رکھے ہیں''۔[4]

2- وہابیہ کے علامہ وحید الزماں مترجم صحاح ستہ علاوہ ترمذی لکھتے ہیں:

''اللہ جب آسمان دُنیا پر نزول فرماتا ہے تو عرش اس سے خالی رہتا ہے یہ قول زیادہ صحیح ہے''۔[5]

3- وہابیہ کے مولوی ابوالحسن مصنف فیض الباری بھی لکھتے ہیں:

''اللہ عرش پر ہے''۔[6]

1- تقویۃ الایمان صفحہ ۴۶

2- تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰

3- تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ مطبوعہ دہلی

4- قصیدہ نونیہ صفحہ ۳۱

5- ہدیۃ المہدی ۱/۱۰ مطبوعہ دہلی

6- فقہ محمدیہ ۱/۷

-4 وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی رقمطراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جو وصف اپنی ذات کیلئے فرمایا ہے (جیسے عرشِ عظیم پر مستوی ہونا) جس نے اس کا انکار کیا وہ بھی کافر ہوا''۔[1]

اللہ کے وزن سے کرسی چر چر کرتی ہے: (نعوذ باللہ)

وہابیہ کے علامہ وحیدالزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

''جب وہ (اللہ) کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار اُنگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے اور اس (اللہ) کے بوجھ سے چر چر کرتی ہے''۔[2]

اللہ مجسم ہے:

وہابیہ کے علامہ وحیدالزمان لکھتے ہیں:

وله (تعالٰى) وجه و عين و يد و كف وقبضة و اصابع بمساعد و ذراع و صدر و جنب و حقو و قدم و رجل و ساق و كنف كما تليق بذاته المقدسة۔[3]

''اللہ تعالیٰ کیلئے اُس کی ذاتِ مقدس کے لائق بلاتشبیہ یہ اعضاء ثابت ہیں: چہرہ، آنکھ، ہاتھ، مٹھی، کلائی، درمیانی اُنگلی کے وسط سے کہنی تک کا حصہ، سینہ، پہلو، کوکھ، پاؤں، ٹانگ، پنڈلی، دونوں بازو''۔

اللہ اپنی مثل پیدا کرسکتا ہے: (نعوذ باللہ)

وہابیہ کے عبداللہ غزنوی کے شاگرد قاضی عبدالاحد خانپوری نے اپنے سردار اہلِ حدیث ثناءاللہ امرتسری کا عقیدہ لکھا ہے:

''رب تعالیٰ اپنی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے''۔[4]

-1 فتاویٰ ستاریہ ۳/۸۵

-2 ترجمہ قرآن وتفسیر وحیدی صفحہ ۵۰۶ طبع فیصل آباد

-3 ہدیۃ المہدی ۱/۹

-4 الفیصلۃ الحجازیہ صفحہ ۲۳

اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار: (نعوذ باللہ)

1- وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی لکھتے ہیں:

''خدا کو ہر جگہ ماننا معتزلہ و جہمیہ وغیرہ فرق ضالّہ کا باطل عقیدہ ہے''۔[1]

2- وہابیہ کے ہفت روزہ میں ہے:

''اللہ تعالیٰ ذوالعرش اپنی ذات سے عرشِ اعظم پر مستوی اور موجود ہے، وہ ہر مکان میں موجود نہیں ہے بلکہ عرشِ بریں پر تمام مخلوق سے الگ اور جُدا ہے''۔[2]

اللہ تعالیٰ کی صفات حادث ہیں: (نعوذ باللہ)

وہابیہ کے علامہ وحیدالزماں لکھتے ہیں:

''(اللہ کی) صفات افعالیہ کا حدوث اور تغیّر اہل حدیث کے نزدیک جائز ہے''۔[3]

ایک جگہ لکھا ہے:

''ہمارے اکثر بزرگوں کے نزدیک اللہ کی صفات فعلیہ حادث ہیں''۔[4]

آخرت میں دیدارِ الٰہی کا انکار: (نعوذ باللہ)

وہابیہ کے قاضی عبدالاحد خانپوری نے لکھا ہے:

''آخرت میں دیدارِ باری تعالیٰ نہیں ہوگا''۔[5]

اللہ جس صورت میں چاہے، ظہور فرما سکتا ہے: (نعوذ باللہ)

وہابیہ کے وحیدالزماں نے لکھا ہے:

1- فتاویٰ ستاریہ ۲/۸۴

2- ہفت روزہ الاعتصام لاہور صفحہ ۷، ۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء

3- تیسیر الباری شرح بخاری ۴/۷۴

4- ہدیۃ المہدی ۱/۱۰، کنز الحقائق صفحہ ۳

5- الفیصلۃ الحجازیہ صفحہ ۲۷

والظهور في اى صورة شآء۔

''اللہ جس صورت میں چاہے ظہور فرماتا ہے''۔[1]

تو کیا بیل گدھے کی صورت میں بھی......؟ (معاذ اللہ)

موصوف نے یہ بھی لکھا:

''اللہ عرش سے اسی طرح اُترتا ہے کہ جس طرح ہم منبر سے''۔[2]

قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا:

وہابیہ کے مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں:

''قبروں میں نماز پڑھنا درست نہیں، خواہ قبر نمازی کے آگے ہو یا پیچھے یا ان کے درمیان لیکن اگر پڑھ لے تو درست ہے''۔[3]

اللہ کا ذکر بدعت ہے:

عورتوں کا جمع ہو کر اللہ اللہ کرنا بدعت ہے۔[4]

قبلہ کی طرف پاؤں کرنا جائز ہے:

1- جماع کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔[5]

2- قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا جائز ہے۔[6]

3- پاخانہ اور جماع کے وقت اللہ کا ذکر کرنے والا گناہگار نہیں ہوتا۔[7]

1- ہدیۃ المہدی ۱/۷

2- ہدیۃ المہدی ۱/۱۱

3- فقہ محمدیہ ۱/۱۰۹

4- فتاویٰ ستاریہ ۱/۲۶

5- فقہ محمدیہ ۱/۱۱

6- فتاویٰ ستاریہ ۱/۱۳۰

7- فقہ محمدیہ ۱۳/۱۲

وہابی تراجم:

چند آیات کے وہابی تراجم ملاحظہ ہوں:

1- یہودیوں نے مخفی داؤ کیے، خدا نے ان سے داؤ کیا۔[1]

2- کیا یہ لوگ اللہ کی چال سے بے خوف ہیں۔[2]

3- (اللہ) کے مکر سے بے خوف ہونا (الخ)۔[3]

4- جو لوگ ایمان لائے، اللہ ضرور ان کو معلوم کر کے رہے گا۔[4]

قارئینِ کرام! انصاف کیجیے، توحید کے متعلق وہابیہ کی مستند کتب سے حوالہ جات حاضر ہیں۔

اُنہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زبان میری ہے بات اُن کی

1- ترجمۂ قرآن ثناء اللہ امرتسری صفحہ ۶۷

2- کتاب التوحید مترجم صفحہ ۲۷۷

3- کتاب التوحید صفحہ ۲۷۷

4- ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی صفحہ ۴۹۴

عقائد وہابیہ

نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال لانا بیل گدھے کے خیال سے بدر جہا بدتر ہے (نعوذ باللہ):

وہابیہ کے امام[1] اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورتِ گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم واجلال بسویدائے دل انسان می پچید بخلاف خیال گاؤ خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم بلکہ مہان ومحترمی بود ایں تعظیم واجلال غیر کہ در نماز ملحوظ مقصود می شود بشرک می کشد۔[2]

"(نماز میں) زنا کے وسوسے اپنی بیوی کی مُجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہی ہوں اپنی

1- اسماعیل دہلوی کون ہے؟:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے لکھا کہ شاہ اسماعیل شہید پکے اہل حدیث تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۳۸۴)

احسان الٰہی ظہیر نے اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کی اپنی کتاب البریلویہ میں تعریف کی ہے۔

وہابیہ کا ہفت روزہ ترجمان لکھتا ہے کہ اللہ غریق رحمت کرے جناب مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو جن کے فیض سے اسلام کا یہ غریب خطہ بھی محروم نہ رہا آج جو کچھ بھی اسلام کا چرچا ان دیہات میں نظر آرہا ہے یہ آپ ہی کے شاگردوں رحمہم اللہ کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ جس کے طفیل مذہب اہلحدیث کے نام لیواؤں کی تعداد بھی تقریباً ۴۰ گاؤں تک پہنچ گئی ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء)

2- صراط مستقیم صفحہ ۸۶ مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ لاہور

ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو، وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے“۔[1]

امام الانبیاء علیہ السلام اور تمام انبیاء چمار سے بھی ذلیل ہیں (نعوذ باللہ):

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

”یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے“۔[2]

”اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے رُو برو ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں“۔[3]

حضور علیہ السلام اور تمام انبیاء بڑے بھائی ہیں (نعوذ باللہ):

”اولیاء، انبیاء، امام، امام زادے، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے“۔[4]

حضور علیہ السلام کی گنوار جیسی حیثیت: (نعوذ باللہ)

”اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے“۔[5]

1- صراط مستقیم اردو صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰، مترجم اکرم جامعی

2- تقویۃ الایمان صفحہ ۳۵ مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ لاہور

3- تقویۃ الایمان صفحہ ۸۷

4- تقویۃ الایمان صفحہ ۹۴

5- تقویۃ الایمان صفحہ ۸۷

انبیاء واولیاء کو سفارشی ماننے والا ابوجہل جیسا مشرک ہے (نعوذ باللہ)

''جو کسی (انبیاء واولیاء) کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے'' [1]

حضور علیہ السلام کو قبر وحشر تک کہ اپنے حال کا بھی علم نہیں (نعوذ باللہ):

''جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا، خواہ دُنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دُوسرے کا'' [2]

اگر خُدا چاہے تو کروڑوں محمد کے برابر پیدا کردے (نعوذ باللہ):

''اس شہنشاہ (اللہ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ، جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے'' [3]

نبی کی تمثیل:

''جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار ہے'' [4]

نبی، ولی کی تعریف عام آدمی سے بھی کم کرو (نعوذ باللہ):

''کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو، سو اس میں بھی اختصار ہی کرو'' [5]

1- تقویۃ الایمان صفحہ ۸ مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ

2- تقویۃ الایمان صفحہ ۵۱

3- تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵

4- تقویۃ الایمان صفحہ ۹۶

5- تقویۃ الایمان صفحہ ۹۶

حضور علیہ السلام کسی چیز کے بھی مختار نہیں (نعوذ باللہ):

''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' [1]

حضور علیہ السلام کفار جیسے ہیں (نعوذ باللہ):

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بشریت میں ان مشرکوں کے برابر کیوں کر دیا جن کی نجاست قرآن سے ثابت ہے'' [2]

نعرۂ رسالت وحیدری لگانے والوں کے متعلق فتویٰ:

وہابیہ کے مولوی اسماعیل غزنوی لکھتے ہیں:

''جو کوئی یا رسول اللہ ﷺ یا یا ابن عباس یا یا عبدالقادر جیلانی یا اور کسی بزرگ مخلوق کو (یا علی) پکارے یا اس کی دہائی دے، اس پکارنے سے اس کا مدعا دفع شر یا طلب خیر ہو یعنی ایسے امور میں امداد حاصل کرتا ہو جو خدا کے سوا کسی اور کے اختیار میں نہیں ہیں مثلاً کسی بیمار کا تندرست کرنا یا دشمن پر فتح حاصل کرنا یا کسی دُکھ سے محفوظ رہنا وغیرہ تو ایسے امور میں خدا کے سوا کسی دوسرے سے امداد طلب کرنا شرک ہے جو لوگ ایسا کریں وہ مشرک ہیں شرک اکبر کے مرتکب ہیں اگرچہ ان کا عقیدہ یہی ہو کہ فاعل حقیقی فقط رب العزت ہے اور ان صالحین سے دعا کرانے کا مقصد محض یہ ہے کہ ان کی سفارش سے مراد بر آئے گی، گویا یہ ایک واسطہ ہیں یعنی ان کا فعل ہر حال شرک ہے اور ایسے لوگوں کا خون بہانا جائز ہے اور ان کے اموال کا لوٹ لینا مباح ہے۔ [3]

ایک مقام پر لکھا ہے:

''جو کوئی یوں کہے یا رسول اللہ (ﷺ) میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں تو وہ

1- تقویۃ الایمان صفحہ ۶۸

2- خط ملحقہ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۱۲۳ از اسماعیل دہلوی

3- تحفہ وہابیہ صفحہ ۵۹

شخص مشرک ہے اور اس کا خون مباح ہوگا ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں"۔[1]

نبی مر کر مٹی میں ملنے والا ہے: (نعوذ باللہ)

"میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔[2]

اسے حضور علیہ السلام کی طرف منسوب کیا۔

چیلنج: ہم دُنیائے وہابیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ ایسی حدیث جس میں مذکورہ بالا مفہومِ الفاظ ہو، دکھا کر منہ مانگا انعام حاصل کرو۔

نبی علیہ السلام کو زندہ ماننے والے کا ایمان بے کار ہے (نعوذ باللہ):

وہابیہ کے مولوی رفیق خاں پسروری لکھتے ہیں:

"جو اس حی لا یموت (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کو زندہ رہنے والا خیال کرے، وہ نا سمجھ ہے، اس کا خیال خام اور ایمان بے کار ہے"۔[3]

حضور علیہ السلام حرام مال استعمال فرماتے رہے: (نعوذ باللہ)

وہابیہ کے مناظر عبدالقادر روپڑی کے چچا اور سسر مولوی عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں:

"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کا قرض اُتارنے کیلئے حرام مال کو بھی استعمال میں لاتے رہے ہیں"۔[4] (ملخصاً)

حضور علیہ السلام مُردار خور تھے: (نعوذ باللہ)

وہابیہ کے فقیر اللہ مدراسی نے اپنے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کا عقیدہ لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام مُردار خور تھے۔[5]

1- تحفہ وہابیہ صفحہ ۶۸

2- تقویۃ الایمان صفحہ ۶۱

3- اصلاح عقائد صفحہ ۴۰-۱۳۹

4- بکراد یوی صفحہ ۳۱

5- تفسیر السلف صفحہ ۷۱

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نزولِ آیاتِ برأت سے قبل فاسقہ زانیہ سمجھ لیا تھا (نعوذ باللہ):

وہابیہ کے نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

''جب منافقین نے بہتان حضرت عائشہ پر باندھا، ایک مدت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اہتمام تحقیق برأت صدیقہ رضی اللہ عنہا میں رہا، اور قلبِ مبارک سے شک ذنب کا ان سے قبل از نزول آیات برأت کے بارگاہ قدس سے رفع نہ ہوا، جب آیات برأت نازل ہوئیں تب یقین ہوا'' [1]

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا وظیفہ اور ذکر جائز نہیں (نعوذ باللہ):

یہی نذیر حسین لکھتے ہیں:

''وظیفہ مجموعہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ثابت نہیں ہے، وظیفہ کے واسطے صرف لا الٰہ الا اللہ ہے'' [2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک سے آنیوالی آوازیں شیطان کی چالیں تھیں (نعوذ باللہ):

وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''قبر کو بُت بنانا شرک کی ابتداء ہے اس لیے اس کے پاس بھی بعض لوگوں کو کبھی آوازیں سُنائی دیتی ہیں صورتیں دکھائی دیتی ہیں کوئی عجیب وغریب تصرف نظر آتا ہے جسے وہ مردہ کی کرامت سمجھتے ہیں مثلاً کبھی دکھائی دیتا ہے کہ قبر شق ہو گئی، مردہ باہر نکل آیا باتیں کیں، معانقہ کیا اس طرح کی چیزیں نبیوں اور ان کے علاوہ دوسروں کی قبروں پر بھی پیش آسکتی ہیں مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ سب شیطان کی چالیں ہیں جو آدمی کے بھیس میں ظاہر ہو کر مکروفریب کا کرشمہ

1- فتاویٰ نذیریہ ۱/۱۱۴

2- فتاویٰ نذیریہ ۲/۳ طبع گوجرانوالہ

دکھاتا ہوا کہتا ہے کہ میں فلاں نبی یا فلاں شیخ ہوں'' ۔[1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانی شکل میں مدد کرنا شیطان کا مدد کرنا ہے (نعوذ باللہ):

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

''فرشتے شرک میں کسی کی امداد نہیں کرتے نہ حیات میں نہ موت میں اور نہ اسے پسند کرتے ہیں البتہ کبھی کبھی شیاطین ان کی مدد کرتے اور انسانی شکل میں ان کے سامنے نمودار ہو جاتے ہیں چنانچہ وہ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں پھر کبھی کوئی شیطان ان سے کہتا ہے میں ابراہیم ہوں مسیح ہوں محمد ہوں خضر ہوں ابوبکر عمر عثمان علی یا فلاں شیخ طریقت ہوں اور کبھی ایک دوسرے کے متعلق بھی کہتے ہیں کہ یہ فلاں نبی فلاں شیخ یا خضر ہے'' ۔[2]

حضرت زکریا وابراہیم علیہما السلام پر نامردی کا الزام (نعوذ باللہ):

حضرت زکریا وابراہم نامرد تھے۔[3]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بُت ہے (نعوذ باللہ):

1- وہابیہ کی طرف سے سعودی عرب نے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں لکھا ہے:

فالقبر المعظم المقدس و ثن و صنم بکل معانی۔

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مقدس ہر لحاظ سے بُت ہے'' ۔[4]

2- وہابیہ کے محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بھی انبیاء واولیاء کی قبور کو بت لکھا ہے۔[5]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک گرانا واجب ہے (نعوذ باللہ):

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی کے بیٹے نور الحسن لکھتے ہیں:

1- کتاب الوسیلہ صفحہ ۷۰-۶۹ طبع لاہور

2- کتاب الوسیلہ صفحہ ۵۶ طبع لاہور

3- عیون زمزم صفحہ ۱۱۶ از عنایت اللہ اثری گجراتی

4- شرح الصدور حاشیہ صفحہ ۲۵

5- کتاب التوحید صفحہ ۱۰

از بناء بر قبر نہی آمدہ پس ہر چہ مرفوع یا مشرف بودن قبر لغتہ گر است آید از منکرات شریعت باشد وانکار براں و برابر ساختش نجاک واجب است بر مسلمین بدون فرق در آنکہ گو دپیغمبر باشد یا غیر۔[1]

''لغت کے لحاظ سے ہر اُس چیز پر جو اُٹھی ہوئی ہو، قبر کا لفظ صادق آتا ہے اور وہ شریعت کے منکرات سے ہے۔ اور اس سے منع کرنا اور اس کو مٹی کے برابر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے، بغیر کسی امتیاز کے گو پیغمبر کی قبر ہو یا کسی اور کی''۔

روضۂ رسول کی نیت سے سفر کرنا شرک ہے (نعوذ باللہ):

1- حضور علیہ السلام کے روضۂ مبارک کی نیت سے سفر کرنا شرک ہے۔[2]

2- مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کے روضۂ مبارک کی نیت سے سفر کرنا نہیں چاہیے بلکہ مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرے۔[3]

3- حافظ عبداللہ روپڑی نے بھی یہی لکھا ہے۔[4]

حائضہ کیلئے درود شریف پڑھنا جائز ہے:

عورت کو حیض ونفاس کی حالت میں ذکر اور درود شریف پڑھنا جائز ہے۔[5]

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔[6]

اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔[7]

انبیاء لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں۔[8]

1- عرف الجادی صفحہ ۶۰ از نور الحسن بن نواب صدیق حسن
2- فتح المجید شرح کتاب التوحید صفحہ ۲۱۵، تقویۃ الایمان صفحہ ۲۵ ملخصاً
3- فتاویٰ ثنائیہ ۱/ ۸۷
4- مسئلہ زیارت قبر نبوی صفحہ ۱۷، سماع موتیٰ صفحہ ۱۲
5- فتاویٰ ثنائیہ ۱/ ۳۵۷
6- تقویۃ الایمان صفحہ ۸۹ مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ لاہور
7- تقویۃ الایمان صفحہ ۱۸، صفحہ ۴۱
8- کتاب التوحید صفحہ ۱۳۷ از محمد بن عبدالوہاب نجدی

حضور علیہ السلام کو معراجِ جسمانی نہیں ہوئی بلکہ خواب میں۔[1]

حضور علیہ السلام اپنے نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں۔[2]

لمحۂ فکریہ!

قارئینِ کرام! انصاف کیجئے کہ یہ کسی مسلمان کے عقائد ہو سکتے ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں! یہ وہابیت کی حقیقت ہے۔ ہم ان کی کتب معتبرہ سے حوالہ جات پیش کر چکے ہیں۔ ہمارا وہابیہ سے یہی اختلاف ہے۔

میرے عبدالمصطفیٰ احمد رضا تیرا قلم
دشمنانِ مصطفیٰ کے لیے شمشیر ہے

1- العطر البلیغ صفحہ ۱۴۱ از عنایت اللہ اثری

2- کشف الشبہات صفحہ ۱۰ از محمد بن عبدالوہاب

وہابیت کی شیعیت و مرزائیت نوازی

حضور علیہ السلام کی رائے حُجّت نہیں: (نعوذ باللہ)

وہابیوں کے مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں:

''شریعتِ اسلام میں تو خود پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ بھی حُجّت نہیں''۔[1]

ایک جگہ لکھتے ہیں:

''تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حُجّت نہ ہو اس دین والے آج ایک اُمتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے''۔[2]

صحابہ کرام کے اقوال وافعال حُجّت نہیں: (نعوذ باللہ)

1- وہابیہ کے محدث نذیر حسین دہلوی اور نورالحسن بھوپالی نے لکھا ہے:

''صحابہ کرام کے اقوال حجت نہیں''۔[3]

2- نذیر حسین دہلوی نے ہی لکھا ہے:

''صحابہ کے افعال حُجّت نہیں''۔[4]

صحابۂ کرام کی قرآنِ مجید کی تفسیر بھی دلیل نہیں (نعوذ باللہ):

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں:

1- طریقِ محمدی صفحہ ۴۰

2- حوالہ بالا

3- فتاویٰ نذیریہ ۱/۳۴۰، عرف الجادی صفحہ ۲۰۷

4- سیرت ثنائی صفحہ ۱۹۶

''صحابہ کرام کی تفسیر حجت اور دلیل قائم نہیں کر سکتی''۔[1]

بھوپالی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''علامہ شوکانی (وہابی) اپنی تالیفات میں ہزار مرتبہ لکھتے ہیں کہ صحابہ کے موقوفات حجت نہیں ہیں''۔[2]

حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت سے انکار:

''یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ شیخین کی تفضیل ایک اجماعی مسئلہ ہے کیونکہ علماء نے اسے اہلسنّت و جماعت کی نشانیوں میں سے نشانی قرار دیا ہے اس لیے کہ ہمیں اجماع کا دعویٰ ہی تسلیم نہیں''۔[3]

حضرت علی سب سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے:

مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

''حضرت علی اپنے تئیں سب سے زیادہ خلافت کا مستحق جانتے تھے اور ہے بھی یہی''۔[4]

حضرت امیر معاویہ کی تعریف کرنے والا سچا مسلمان نہیں:

مولوی وحید الزماں لکھتے ہیں:

''ایک سچے مسلمان کا جس میں ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارا کرے گا کہ وہ معاویہ کی تعریف و توصیف کرے۔[5]

مولوی وحید الزماں نے لغات الحدیث میں دل کھول کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی

1- بدور الاہلہ صفحہ ۱۳۹

2- دلیل الطالب صفحہ ۶۱۷

3- ہدیۃ المہدی ۱/۱۹۶ از نواب وحید الزماں حیدر آبادی وہابی

4- حیات وحید الزماں صفحہ ۱۰۳-۱۰۵

5- حیات وحید الزماں صفحہ ۱۰۹

توہین کی ہے۔ بلکہ قاضی شوکانی نے تو حضرت امیر معاویہ پر لعنت کا قول کیا ہے۔[1]

اہلِ حدیث شیعانِ علی ہیں:

مولوی وحید الزماں لکھتے ہیں:

''ہم اہلِ حدیث شیعانِ علی ہیں''۔[2]

یزید کی تعریف وتوصیف:

وہابیہ کی طرف سے ایک کتاب ''رشید ابن رشید'' شائع ہوئی ہے جس میں متعدد وہابی علماء کی تقاریظ ہیں اس کے ٹائیٹل صفحہ پر ''امیر المؤمنین سیدنا یزید رضی اللہ عنہ'' تحریر ہے۔ اس میں سرکار امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور اقتدار کا چاہنے والا وغیرہ بے شمار توہین آمیز عبارات لکھی ہیں اس کے علاوہ ان کی طرف سے متعدد کتب معارف یزید وغیرہ شائع ہوئیں جن میں یزید کی خوب وکالت کی گئی ہے۔

قادیانیوں کے پیچھے نماز جائز اور ان کو مسلمان ماننا:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

''میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کی اقتداء میں (نماز) جائز ہے۔ چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی۔[3]

امرتسری صاحب نے مرزائیوں کو عدالت میں مسلمان مانا اس کا تذکرہ فیصلہ میں موجود ہے اور امرتسری نے اپنی کسی کتاب میں مرزا قادیانی کی تکفیر نہ کی ہے۔

مزید تفصیل مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب وہابیت و مرزائیت میں ملاحظہ کریں۔ فقیر راقم الحروف کے پاس وہابیہ کی مرزائیت نوازی پر بہت زیادہ مواد موجود ہے اس پر مستقل کام کروں گا۔ انشاء اللہ!

1- نیل الاوطار/۷/۱۶۸

1- ہدیۃ المہدی/۱/۱۰۰، نزل الابرار/۱/۷

2- اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء

وہابی فقہ

کتا، خنزیر اور سانپ حلال ہیں:

وہابیہ کے مجتہد قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

حل جمیع حیوانات البحر حتّٰی کلبه و خنزیره وثعبانه

''سب دریائی جانور حلال ہیں یہاں تک کہ کتا، خنزیر اور سانپ بھی حلال ہیں''۔[1]

دریائی جانور زندہ اور مردہ حلال ہیں:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی اور ان کے بیٹے مولوی نورالحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

حلال ست از بحرے انچہ زندہ و مردہ گرفتہ۔

''دریائی جانور زندہ اور مردہ حلال ہیں''۔[2]

بجو کھانا جائز ہے:

1- وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی کے بیٹے مولوی نورالحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

''بجو صید است''۔

''بجو شکار ہے''۔[3]

2- وہابیہ کے مولوی محی الدین لکھتے ہیں:

''بجو کھانا جائز ہے''۔[4]

1- نیل الاوطار ۱/ ۲۷ طبع لاہور

2- بدور الاہلہ صفحہ ۳۴۹، عرف الجادی صفحہ ۲۳۸ طبع بھوپال

3- عرف الجادی صفحہ ۲۳۵

4- محمدی زیور (فقہ محمدیہ) ۵/ ۳۷۹ طبع سرگودھا

3- وہابیہ کے مجتہد مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:
''لومڑی اور بجو درندوں میں نہیں ہے تو وہ حلال ہیں''۔[1]

4- وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی کے نزدیک بھی بجو حلال ہے۔[2]

وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی کا فتویٰ بھی بجو کے حلال ہونے کا بمع سوال ملاحظہ ہو:

سوال: ایک شخص بنام منشی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بجو کے متعلق فرمایا ہے کہ بجو حلال ہے جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق بے دین ہے۔ اس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ دوسرا شخص بنام محمد کہتا ہے کہ بجو کھانا جائز نہیں ہاں شکار جائز ہے اور بجو کے حلال نہ جاننے والے کو منافق بے دین کہنا جائز نہیں بلکہ تشدد ہے دونوں میں کس قول کا صحیح ہے۔

جواب: منشی کا قول صحیح اور موافق حدیث رسول اللہ ﷺ کے بجّو کو طبعاً مکروہ ممنوع ہے مگر شرعاً ممنوع نہیں۔[3]

کچھوا، کوکرا، گھونگا حلال ہیں:

وہابیوں کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ بمع سوال ملاحظہ ہو:

سوال: کچھوا، کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال ہیں از روئے قرآن و حدیث جواب ہو۔

جواب:......حلال ہیں۔[4]

1- کچھوا حلال ہے۔[5]

2- مولوی وحید الزماں حیدر آبادی کے نزدیک بھی کچھوا حلال ہے۔[6]

3- وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی لکھتے ہیں:

1- لغات الحدیث ۲/۲۶ کتاب ''س'' طبع کراچی

2- بدور الاہلۃ صفحہ ۳۵۱

3- فتاویٰ ستاریہ ۲/۲۱ طبع کراچی

4- فتاویٰ ثنائیہ ۲/۰۷ طبع لاہور

5- فتاویٰ ثنائیہ ۲/۱۳۳

6- لغات الحدیث ۲/۱۷ کتاب ''ز'' طبع کراچی

"کچھوا حلال ہے"۔[1]

گوہ حلال ہے:

1- وہابیہ کے مولوی محی الدین لکھتے ہیں:
"گوہ کھانی جائز ہے"۔[2]

2- وہابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:
"گوہ تو ماکول اللحم حلال ہے"۔[3]

3- وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی لکھتے ہیں: ضب یعنی گوہ حلال ہے۔[4]

4- وہابیہ کے مولوی ابوسعید شرف الدین دہلوی لکھتے ہیں: یہ صحیح ہے کہ ضب حلال ہے۔[5]

5- وہابیہ کے مولوی داودراز لکھتے ہیں: عام اہل لغت ضب کا ترجمہ سوسمار (گوہ) ہی لکھتے ہیں۔[6]

6- وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں: گوہ اکثر علماء کے نزدیک حلال ہے۔[7]

7- وہابیہ کے محدث مولوی عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں: گھوڑا اور گوہ حلال ہیں۔[8]

8- وہابیہ کے مولوی عبدالستار دہلوی کے فتاوی میں ہے کہ گوہ کا گوشت بھی حلال ہے۔[9]

1- تفسیر ستاری صفحہ ۴۲۶
2- محمدی زیور ۵/۳۷۹
3- فتاوی ثنائیہ ۲/۴۰۴
4- تفسیر ستاری صفحہ ۴۲۶
5- فتاوی ثنائیہ ۲/۱۳۳
6- فتاوی ثنائیہ ۲/۱۳۳
7- لغات الحدیث ۲/۶۶ کتاب "ض"
8- فتاوی اہل حدیث ۲/۵۵۷ طبع سرگودھا
9- فتاوی ستاریہ ۳/۱۵۲ طبع کراچی

گھوڑا حلال ہے:

1- وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی کے فتاویٰ میں ہے کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔[1]

2- وہابیہ کے مولوی عبدالستار حماد لکھتے ہیں کہ گھوڑا حلال ہے۔[2]

منی پاک ہے:

1- وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں:

درنجاست منی آدمی دلیلی نیامدہ۔

"آدمی کی منی کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں آئی"۔[3]

الحق ان الاصل الطہارۃ۔

"حق بات یہ ہے کہ منی کی اصل پاک ہے"۔[4]

2- وہابیہ کے مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں کہ صحیح قول یہی ہے کہ منی پاک ہے۔[5]

3- وہابی مولوی نورالحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

منی ہرچند پاک است۔

"منی ہر حالت میں پاک ہے"۔[6]

4- مولوی وحیدالزماں وہابی لکھتے ہیں کہ منی پاک ہے۔[7]

5- وہابیہ کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں کہ منی پاک ہے۔[8]

1- فتاویٰ ستاریہ ۱۵۱/۳

2- فتاویٰ اصحاب الحدیث ۳۴۳/۱ طبع لاہور

3- بدور الاہلّہ صفحہ ۱۵

4- دلیل الطالب صفحہ ۳۴۳، روضۃ الندیہ ۱۹/۱ طبع کراچی (واللفظ الآخر

5- فقہ محمدیہ کلاں ۴۱/۱

6- عرف الجادی صفحہ ۱۰

7- کنز الحقائق صفحہ ۱۶، لغات الحدیث ۶۵/۳ کتاب ف، تیسیر الباری ۲۰۷/۱، نزل الابرار ۴۹/۱

8- فتاویٰ نذیریہ ۳۳۵/۱ طبع گوجرانوالہ

منی کا کھانا جائز ہے:

وہابیہ کے مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں کہ مرد وعورت دونوں کی منی پاک ہے اور جب منی پاک ہے تو آیا اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں۔[1]

معلوم ہوا کہ بعض وہابی اس کا کھانا جائز سمجھتے ہیں۔

کتے کا گوشت، ہڈیاں، خون، بال اور پسینہ پاک ہے:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں:

وحدیث ولوغ کلب نجاست تمامہ کلب از لحم وعظم ودم وشعر وعرق نیست بلکہ ایں حکم فقط مختص بولوغ اوست الحاقش بقیاس ہر ولوغ سخت بعید است۔[2]

مولوی نور الحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

پس دعویٰ نجس عین بودن سگ وخنزیر و پلید بودن خمر ودم مسفوح وحیوان مردار ناتمام ست۔

"پس کتے، خنزیر، شراب وخون بہنے والا اور مردہ جانور کے ناپاک ہونے کا دعویٰ درست نہیں"۔[3]

خون، خنزیر اور شراب پاک ہے:

وہابی مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں:

"خون پاک ہے"۔[4]

خنزیر کے ناپاک ہونے پر آیت سے استدلال صحیح نہیں ہے بلکہ اس کے پاک ہونے

1- فقہ محمدیہ ا/۴۱

2- بدور الاہلہ صفحہ ۱۶

3- عرف الجادی صفحہ ۱۰

4- بدور الاہلہ صفحہ ۱۸

پر دال ہے۔[1]

شراب پاک ہے۔[2]

مولوی وحید الزماں کے نزدیک بھی شراب پاک ہے۔[3]

اُلّو حلال ہے:

وہابیہ کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی اُلّو کو حلال بتلاتے ہیں۔[4]

حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر پاک و حلال ہے:

1- وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں:

"ماکول اللحم کا گوبر پیشاب تک پاک اور حلال ہے"۔[5]

2- وہابی مفتی عبدالستار دہلوی لکھتے ہیں:

"ماکول اللحم کا بول و براز پاک ہے"۔[6]

3- وہابی مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ حلال جانوروں کا گوبر اور پیشاب پاک ہے۔[7]

4- مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ

والمنی طاهر وبول مایو کل لحمه ومالا یو کل لحمه من الحیوانات

"منی پاک ہے اور حلال و حرام جانوروں کا پیشاب بھی پاک ہے"۔[8]

1- بدور الاھلہ صفحہ ۱۶، دلیل الطالب صفحہ ۴۴۰

2- بدور الاہلہ صفحہ ۱۵، عرف الجادی صفحہ ۲۴۷، دلیل الطالب صفحہ ۴۴۰

3- نزل الابرار صفحہ ۱/۴۹، لغات الحدیث ۱/۶۰ کتاب الف

4- الحیات بعد الممات صفحہ ۵۷ طبع سانگلہ ہل

5- فتاویٰ اہل حدیث ۲/۲۶۶

6- فتاویٰ ستاریہ ۱/۶۳

7- لغات الحدیث ۲/۳۸ کتاب "ز"، کنز الحقائق صفحہ ۱۳

8- نزل الابرار ۱/۴۹، کنز الحقائق صفحہ ۱۳

5- وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کا ایک فتویٰ ملاحظہ ہو:

سوال: اونٹ کا پیشاب پینا مریض کیلئے حدیث میں ہے مگر بڑی مکروہ چیز ہے کیسے جائز ہوا۔ ہندو لوگ عورت کو نفاس کی حالت میں گائے کا پیشاب پلاتے ہیں، کیا باعثِ اعتراض ہے۔

جواب: حدیث شریف میں بطور دوائی استعمال کرنا جائز آیا ہے۔ جس کو نفرت ہو، نہ پیئے لیکن حلت (حلال ہونے) کا اعتقاد رکھے ایسا ہی گائے بکری کے بول کے متعلق بھی آیا ہے

لا باس ببول مایوکل لحمہ[1]

چوہا اور لومڑی حلال ہے:

مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

''حرام تو وہی جانور ہیں جو اللہ نے قرآن میں بیان فرمادیئے یا حدیث میں لیکن بہت سے جانور ایسے ہیں جن کو اللہ اور رسول ﷺ نے حرام نہیں کیا جیسے گھوڑ پھوڑ، بجو، چوہا، گھونس وغیرہ'' (یہ حلال ہیں)۔[2]

لومڑی اور بجو وہ درندوں میں نہیں ہے تو وہ حلال ہیں۔[3]

شراب میں نمک اور مچھلی ڈالنے سے حلال ہو جاتی ہے:

وہابی مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

''شراب میں یہ چیزیں (مچھلی اور نمک) ڈال کر رکھ دو...... اس کا پینا درست ہو جاتا ہے''۔[4]

شراب ملی روٹی کھانا جائز ہے:

مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

1- فتاویٰ ثنائیہ ۲/۶۷

2- لغات الحدیث ۳/۸۵ کتاب ''ق''

3- لغات الحدیث ۲/۲۶ کتاب ''س''

4- لغات الحدیث ۲/۶ کتاب ''ذ''

"محققین اہل حدیث کہتے ہیں کہ شراب ناپاک نہیں ہے...... جب روٹی پک گئی تو شراب مفقود ہوگئی، آگ پر جل گیا اب روٹی حلال ہے"۔[1]

شراب کا سرکہ پینا جائز ہے:

مولوی عبداللہ روپڑی وہابی لکھتے ہیں:

"شراب اتفاقیہ دھوپ میں پڑی رہنے سے سرکہ بن جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں"۔[2]

بعض علماء اس (شراب کے سرکہ) کو حلال کہتے ہیں۔[3]

شراب کا سرکہ بنا ہو تو اس کا پینا جائز ہے۔[4]

کنویں میں کتا گر جائے تو پانی پلید نہیں ہوتا:

وہابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی نذیر حسین دہلوی نے یہی فتویٰ دیا ہے۔[5]

خنزیر اور کتے کا جوٹھا پاک ہے:

وہابی مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

"خنزیر اور کتے کا جوٹھا پاک ہے"۔[6]

پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا جائز ہے:

وہابی مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں:

1- لغات الحدیث ۱/۱۲۹ کتاب "خ"

2- فتاویٰ اہل حدیث ۲/۵۶۵

3- فتاویٰ اہل حدیث ۲/۵۶۷

4- اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء

5- فتاویٰ ثنائیہ ۱/۶۱۴، فتاویٰ نذیریہ ۱/۳۳۸

6- ہدیۃ المہدی ۱/۳۷ طبع دہلی

"پاخانے کے وقت قبلہ کو منہ اور پیٹھ کرنا جائز ہے"۔[1]

جماع کے وقت منہ اور سوتے وقت پاؤں قبلہ کی طرف کرنا جائز ہے:

وہابی مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں:

"جماع کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے"۔[2]

سوتے وقت پاؤں قبلہ کی طرف درست ہے۔[3]

متعہ کنجری بازی جائز ہے:

وہابی مولوی وحیدالزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں:

وکذلك بعض اصحابنا فی نکاح المتعة فجوزوها لانه کان ثابتا جائزا فی الشریعة

"اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک نکاح متعہ جائز ہے اس لیے کہ متعہ شریعت میں جائز اور ثابت ہے"۔[4]

وہابیوں کے مولوی عبدالوہاب دہلوی اور عبدالستار دہلوی کے نزدیک بھی متعہ جائز ہے۔[5]

ماں بہن بیٹی سے زنا کی اجازت:

وہابی مولوی وحیدالزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں:

ولو دخل بالمحرمة فلما مهر المثل۔

"اگر کسی شخص نے محرمات (ماں بہن بیٹی وغیرہ) سے زنا کیا تو اس کو حق مہر کی

1- فقہ محمدیہ کلاں ۱/۱۰،۱۱، صلوٰۃ النبی صفحہ ۲۱

2- فقہ محمدیہ ۱/۱۱

3- فتاوٰی ستاریہ ۱/۱۳۰

4- نزل الابرار ۲/۳۳ طبع بنارس

5- اخبار محمدی دہلی صفحہ ۱۵ یکم جنوری ۱۹۴۱ء

مثل ادا کرنا پڑے گا''۔[1]

زنا کی اجازت:

وہابی مولوی نور الحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

ہر کہ مکرہ باشد بر زنا اور زنا جائز است و حد غیر واجب چہ احکام شرعیہ مقید با اختیار است۔

''جو شخص زنا پر مجبور کیا جائے، اس کو زنا کرنا جائز ہے اس پر حد واجب نہیں کیونکہ احکام شرعیہ اختیار سے مقید ہیں''۔[2]

مشت زنی واجب ہے اور صحابہ کرام سے منقول ہے: (نعوذ باللہ)

وہابی مولوی نور الحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

بالجملہ استنزال منی بکف و بچیزے از جمادات نزد داعائے حاجت مباح است ولاسیما چوں فاعل خاشی از وقوع در فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر یازیست باشد کہ دریں حسین مندوب است بلکہ گاہے واجبن گردد...... بلکہ بعض اہل علم نقل ایں استمناء از صحابہ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مشت زنی یا کسی سخت چیز سے رگڑ کر منی نکالنا قوت شہوانی کے وقت مباح ہے۔ خاص کر جب فاعل کو گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو کیونکہ اس کی نگاہ نے اس کو مجبور کر دیا ہو تو اس وقت مباح بلکہ واجب بھی ہو جاتا ہے۔[3]

ساس سے جماع وزنا:

وہابی مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

1- نزل الابرار/۲/۳۱

2- عرف الجادی صفحہ ۲۰۸

3- عرف الجادی صفحہ ۲۰۷

و کذلك لو جامع ام امراته لا تحرم علیه امراته

"اور اس طرح اگر کسی شخص نے ساس سے جماع کیا تو اس پر اس کی عورت حرام نہیں ہوتی"۔[1]

ولو قبل ام امراته بشهوة او بلا شهوة في ای موضع كان لم تحرم علیه خلافا للاحناف و کذلك لو مسها او عانقها او قرصها او عضها

"اگر کسی شخص نے ساس کا شہوت کے ساتھ یا بغیر شہوت کے کسی بھی جگہ کا بوسہ لیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔ حنفی اس کے خلاف ہیں اور اسی طرح ساس کو ہاتھ لگائے یا معانقہ کرے یا کھرچے یا کاٹے تو بھی اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوگی"۔[2]

اگر کسی نے اپنی خوشدامن کے ساتھ زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی۔[3]

مولوی عبدالستار وہابی نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔[4]

باپ بیٹے کی مشترکہ عورت:

وہابی مولوی وحیدالزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں:

فلو زنا بامراة تحل له امها و بنتها و کذلك لو زنا ابنه بامراة تحل لابیه و کذلك لو زنا ابوه بامراة فتحل لابنه

اگر کسی نے کسی عورت سے زنا کیا تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اسی زانی کیلئے حلال ہے اور اسی طرح اگر کسی کے بیٹے نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تو وہی عورت اس بیٹے کے باپ کیلئے بھی حلال ہے اور اسی طرح اگر کسی کے باپ نے کسی عورت سے زنا کیا تو وہی عورت بیٹے کیلئے بھی حلال ہے۔[5]

1- نزل الابرار ۲/۲۸

2- نزل الابرار ۲/۲۸

3- لغات الحدیث ۲/۳۶ کتاب "ز"

4- فتاویٰ اصحاب الحدیث ۱/۳۳۹

5- نزل الابرار ۲/۲۱

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

"باپ کی مزنیہ اور زانی اور زانیہ کا نکاح باپ کی مزنیہ سے نکاح منع کرنے کی کوئی دلیل نہیں"۔[1]

بیٹی سے نکاح:

1- وہابی مولوی نورالحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

جو بیٹی اس کی ماں سے زنا کرنے سے پیدا ہوئی، اس بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لیے کہ محرمات کا ذی محرم کیلئے شرعی ہے اور شرعی بیٹی کی حرمت آئی ہے اور یہ شرعی بیٹی نہیں ہے کہ جو حکم الٰہی وبناتکم کے ماتحت آئے اور یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ بیٹی کا نام اس کے مخلوقہ پانی سے لاحق ہے اگر اسی کو شرعی سے تشریح کی جائے تو غلط ہے اور اگر اس کو غیر شرعی کہا جائے تو ہمارے خلاف نہیں ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی کے نطفے سے پیدا ہوئی ہو لیکن یہ نطفہ نطفہ نہیں ہے کہ اس طرق سے نسبت ثابت ہوئی بلکہ وہ ایسا نطفہ ہے کہ سوائے پتھر کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ (اپنے نطفہ کی لڑکی جو زنا سے پیدا ہوئی نکاح جائز ہے)۔[2]

2- مولوی ثناء اللہ امرتسری سے سوال ہوا، سوال اور اس کا جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں:

سوال: رات کو اپنی بی بی کو جگانے کیلئے اٹھا، غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو گیا۔ (ملخصاً)

جواب: مسئلہ ہذا اہل حدیث کے نزدیک صحیح نہیں...... یہ تو صرف دست درازی ہے بلکہ اگر (بیٹی یا ساس سے) فعل (زنا) بھی کر گزرے تو مزنیہ کی ماں یا بیٹی فاعل پر حرام نہیں ہوتی۔[3]

3- مولوی عبدالستار دہلوی کے فتاویٰ میں بھی ہے کہ زانیہ کی لڑکی سے زانی کا نکاح جائز

1- اخبار اہل حدیث امرتسر صفحہ ۱۲، ۲۵ اگست ۱۹۱۶ء

2- عرف الجادی صفحہ ۱۰۹-۱۱۰ (ترجمہ پر اکتفا کیا گیا)

3- فتاویٰ ثنائیہ ۲/ ۶۸۵

ہے۔[1]

4- مولوی وحید الزماں حیدر آبادی نے بھی یہی لکھا ہے۔[2]

5- مولوی نذیر حسین دہلوی نے بھی مزنیہ کی لڑکی سے زانی کا نکاح جائز قرار دیا ہے۔[3]

6- وہابی مولوی عبدالستار حماد نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔[4]

سُسر کا بہو سے جماع وزنا:

وہابی مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

وكذٰلك لو جامع زوجة ابنه لا تحرم على ابنه۔

''اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جماع کیا تو اسی کے بیٹے پر (یہ) عورت حرام نہیں ہوتی''۔[5]

وہابیوں کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ سسر نے بہو سے زنا کیا تو بیٹے پر حرام نہیں ہوتی۔[6]

وہابی مولوی عبدالستار دہلوی کے فتاویٰ میں بھی اس طرح مرقوم ہے کہ بہو سے سسر کے زنا کرنے سے بیٹے پر یہ عورت حرام نہیں ہوتی۔[7]

سگی نانی، دادی اور بھانجے کی پوتی سے نکاح جائز ہے:

وہابیوں کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے سگی نانی دادی سے نکاح مباح اور جائز قرار دیا اور سوتیلے بھانجہ کی پوتی سے نکاح کو جائز کر دیا۔[8]

1- فتاویٰ ستاریہ ۴/۷۵

2- نزل الابرار ۲/۲۱

3- فتاویٰ نذیریہ ۲/۲۳۰

4- فتاویٰ اصحاب الحدیث ۱/۳۳۹

5- نزل الابرار ۲/۲۸

6- فتاویٰ نذیریہ ۲/۳۲۶

7- فتاویٰ ستاریہ ۱/۱۱۷، ۲/۱۱۸

8- کتاب التوحید والسنہ صفحہ ۲۷۳

وہابی مولوی فقیر اللہ مدراسی نے اپنے امرتسری کا یہ فتویٰ بمع سوال و جواب نقل کیا ہے کہ سگی نانی دادی سے نکاح جائز ہے۔[1]

عورت کو داڑھی والے کو دودھ پلانے کی اجازت ہے:

1- وہابی مولوی وحید الزماں حیدر آبادی، قاضی شوکانی، نواب صدیق لکھتے ہیں:

یجوز ارضاع الکبیر ولو کان ذالحیۃ لتجویز النظر۔

اور بڑے آدمی کو غیر عورت کا دودھ پلانا جائز ہے اگرچہ داڑھی والا ہوتا کہ اس عورت کو دیکھنا جائز ہو جائے۔[2]

2- یہ درست ہے کہ عورت بڑے آدمی کو اپنا دودھ پلا دے تا کہ اسے پردہ کرنے کی ضرورت نہ رہے۔[3]

3- مولوی نور الحسن بھوپالی وہابی نے بھی یہی لکھا ہے اور نواب صدیق حسن نے بھی یہی لکھا ہے۔[4]

بیوی کا دودھ پینا جائز ہے:

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال: کسی شخص کو اپنی بیوی کا دودھ پینا حرام ہے یا حلال ...... الخ۔

جواب: ...... شیر زن کی حلت بالغ کے حق میں ثابت ہوتی ہے ...... الخ۔[5]

اسی طرح اور مفہوم کا ایک فتویٰ وہابی مولوی نذیر حسین دہلوی نے بھی دیا ہے۔[6]

1- اہلِ حدیث امرتسر ۱۱/۴ رمضان ۱۳۲۸ھ، اعلام خلق اللہ صفحہ ۳

2- نزل الابرار ۲/ ۷۷، کنز الحقائق صفحہ ۹۷، الدر البہیہ صفحہ ۲۴ روضۃ الندیہ ۲/ ۸۷

3- لغات الحدیث ۲/ ۵۳ کتاب "ص"

4- عرف الجادی صفحہ ۱۳۰، النہج المقبول صفحہ ۵۴ طبع بھوپال، بدور الاہلہ صفحہ ۲۱۶

5- فتاویٰ ثنائیہ ۲/ ۳۱۲

6- فتاویٰ نذیریہ ۳/ ۱۵۸

وہابیوں کی نماز کا عجیب منظر:

وہابی مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں:

اسی طرح اگر منی اُتر کر ذکر (آلۂ تناسل) کے درمیان آوے اور وہ شخص نماز کے اندر ہو وہ اپنے ذکر کو کپڑے کے اوپر سے پکڑ رکھے اور منی باہر نہ نکلے یہاں تک کہ سلام پھیرے تو اس کی نماز درست ہو جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ پاک ہے یہاں تک کہ منی باہر نکلے، اور عورت کا حکم بھی مانند مرد کے ہے۔[1]

اس عبارت پر مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے (مقیاس وہابیت صفحہ ۵۱۵ پر) جو تبصرہ فرمایا ہے، وہ قابلِ دید ہے۔

چند مسائلِ وہابیہ:

وہابی مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

ولو ادخل ذکرہ فی دبر نفسہ لا یلزم الغسل الا بالانزال۔

''اگر کسی شخص نے اپنے عضو تناسل کو اپنے پچھلے حصہ دُبر میں داخل کیا تو اس پر غسل واجب نہیں ہے مگر یہ کہ انزال ہو جائے''۔[2]

ولو لف الحشفۃ فی خرقۃ ثم او لجہا فان وجد لذۃ الجماع اغتسل ولا لا۔

''اگر کسی نے اپنا عضو تناسل پٹی میں لپیٹ کر عورت کی شرمگاہ میں داخل کیا تو اس صورت میں اگر جماع کا مزہ پایا تو غسل کرے گا ورنہ نہیں''۔[3]

ولو اتی عذراء ولم یزل عذرتہا لا یجب الغسل ولو حبلت۔

''اگر کسی نے کنواری لڑکی سے صحبت کی اور لڑکی کا پردۂ بکارت زائل نہ ہوا تو غسل واجب نہیں ہوگا، اگر چہ وہ لڑکی حاملہ ہو جائے''۔[4]

1- فقہ محمدیہ کلاں ۱/۲۹

2- نزل الابرار ۱/۲۴

3- نزل الابرار ۱/۲۴

4- نزل الابرار ۱/۲۴

بحری کتا اور خنزیر حلال ہے:

وہابی نجدی محدث مولوی وحید الزماں لکھتے ہیں:

فميتة البحر حلال سواء ما تت بنفسها أو بالاصطاد و المراد بصد البحر كل ما يعيش في البحر فاذا اخرج منه كان عيشه عيش المذبوح سواء كان سمكا أو بقرا أو غنماً أو كلباً أو خنزيرا۔

''سمندری مُردار حلال ہے خواہ وہ خود مرا ہو یا شکار کیا گیا ہو اور سمندری شکار سے مراد ہر وہ چیز جو سمندر میں ہو جب اسے نکالا جائے تو اس کی زندگی ذبح کیے گئے جانور کی ہے اس میں مچھلی یا گائے یا بھیڑ بکری یا کتا یا خنزیر برابر ہیں''۔[1]

کتے کا پیشاب اور پاخانہ بھی پاک ہے:

وہابی نجدی محدث وحید الزماں لکھتا ہے:

و كذلك في بول الكلب و خراءه و الحق انه لا دليل على النجاسة۔

''اور اسی طرح کتے کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے اور حق بات یہ ہے کہ کتے کے پیشاب اور پاخانے کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے''۔[2]

خنزیر اور کتے کا جوٹھا اور لعاب پاک ہے:

وہابی نجدی محدث وحید الزماں لکھتا ہے:

و اختلفوا في لعاب الكلب و الخنزير و سورها و الارجح طهارته۔

''کتے اور خنزیر کے لعاب اور جوٹھے کے بارے اختلاف کیا ہے اور راجح بات یہ ہے کہ یہ پاک ہیں''۔[3]

1- کنز الحقائق صفحہ 185 طبع بنگلور

2- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 50 طبع بنارس

3- نزل الابرار صفحہ 49 جلد 1

مَنی ،خواہ خشک ہو یا تر ،گاڑھی ہو یا پتلی ،پاک ہے:

وہابی نجدی محدث وحید الزماں لکھتا ہے:

و المني طاهر سواء كان رطبا أو يابسا مغلظاً أو غير مغلظ۔

''اور منی پاک ہے جو تر ہو یا خشک ،گاڑھی ہو یا پتلی'' ۔[1]

اصل میں وہابیوں کے نزدیک آئس کریم کھانا بدعت ہے لہٰذا انہوں نے شاید آئس کریم کی جگہ پر منی جو ہر طرح کی حالت کی ہو بطور آئس کریم کے تجویز کی ہے۔

تمام حلال اور حرام جانوروں کا پیشاب پاک ہے:

و بول ما يوكل لحمه و مالا يوكل لحمه من الحيوانات ولا نجس عندنا۔

''اور حیوانات جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ،کا پیشاب ہمارے (وہابیوں نجدیوں کے) نزدیک ناپاک نہیں ہے یعنی پاک ہے'' ۔[2]

اصل میں وہابیوں نے سمجھا کہ پیپسی کولا ،کوکا کولا وغیرہ مشروبات تو بدعت ہیں لہٰذا کتا کولا ،خنزیر کولا ،گدھا کولا ،بیل کولا ،بجو کولا یہی پینے چاہئیں کیونکہ یہ بدعت نہیں ہیں۔

عورتوں کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے:

و المني طاهر ...... و كذلك رطوبة الفرج۔

''منی پاک ہے اور اسی طرح عورت کی شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے'' ۔[3]

وہابیوں نے مَنی آئس کریم کا ذائقہ دوبالا کرنے کیلئے اپنی وہابنوں کی شرمگاہوں کی رطوبت کو بھی پاک کر دیا ہے۔

1- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 49

2- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 49

3- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 49

مردار اور خنزیر کے بال اور خنزیر کی ہڈیاں، سینگ، پٹھے، کھریاں اور چونچ بھی پاک ہیں:

و شعر الانسان و المیتة و الخنزیر طاهر و کذا عظمها و عصبها و حافرها و قرنها و منقارها۔

''اور انسان اور مردار اور خنزیر کے بال پاک ہیں اور اسی طرح خنزیر کی ہڈیاں، پٹھے کھر، سینگ اور چونچ بھی پاک ہے''۔[1]

گھوڑا، جنگلی گدھا اور جنگلی خچر حلال ہیں:

وہابی محدث وحید الزماں لکھتا ہے:

و اما الفرس فحلال و کذلك حمار الوحش و بغل الوحش۔

''اور بہر حال گھوڑا حلال ہے اور اسی طرح جنگلی گدھا اور جنگلی خچر بھی حلال ہیں''۔[2]

جنگلی بلّا اور جنگلی چوہا حلال ہیں:

فحلال ...... و السنور الوحشی ...... و الیربوع۔

''پس حلال ہے جنگلی بلّا اور جنگلی چوہا''۔[3]

گدھ، کوا، چمگادڑ اور سیہہ حلال ہیں:

و یحل ...... کوبر و نسر و رخم و عقعق و لقلق و غراب و خفاش ...... الخ۔

''اور حلال ہے جس طرح کہ گدھ، کوا، چمگادڑ اور سیہہ''۔[4]

1- کنز الحقائق صفحہ 13

2- کنز الحقائق صفحہ 186

3- کنز الحقائق صفحہ 186

4- کنز الحقائق صفحہ 186

اگر کوئی مرد اپنی دبر میں اپنا یا (لوہے، لکڑی یا مُردے یا جانور کا) آلۂ تناسل داخل کرے تو غسل فرض نہیں ہوتا:

وہابی محدث نواب وحیدالزماں لکھتا ہے:

وَلَوْ دخل ذكره في دبر نفسه لا يلزم الغسل۔

''اور اگر اپنے آلہ تناسل کو اپنی دبر میں داخل کیا تو غسل لازم نہیں ہوتا''۔[1]

وہابیوں نجدیوں کو کیسی کیسی اپنا دل بہلانے کیلئے اٹکیلیاں سوجھتی ہیں۔ اگر کوئی عورت نہ ملے تو اپنے ہی آلہ تناسل سے مزے اُڑانے کی نرالی ترکیبیں وہابی مولوی اپنے وہابیوں کو بتاتے ہیں۔

اگر کوئی عورت لکڑی کا یا پیسوں کو جوڑ کر آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کرائے یا اپنی شرمگاہ میں داخل کرائے تو غسل فرض نہیں ہوتا صرف وضو ٹوٹتا ہے:

وہابی محدث مولوی وحیدالزماں لکھتا ہے:

ولا عندا دخال ...... من نحو خشب أو فلوس للمساحقة في الدبر و القبل على القول المختار فينتقض به الوضوء۔

''اور نہیں ہے غسل واجب لکڑی کا آلہ تناسل یا پیسوں کو جوڑ کر آلہ تناسل داخل کرنے سے دبر میں یا سامنے کی عورت کی شرمگاہ میں۔ قول مختار پر اس سے وضو ٹوٹ جائے گا''۔[2]

اگر کوئی عورت اپنی دبر یا سامنے قُبل میں انگلی داخل کرائے یا کسی غیر مرد یا خُسرے یا مُردے یا بچے کا آلہ تناسل داخل کرائے اس صفائی سے کہ ہاتھ دبر یا فرج کو نہ لگے تو وضو بھی نہیں ٹوٹتا:

وہابی محدث مولوی وحیدالزماں لکھتے ہیں:

1- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 24

2- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 24

ولا عند ادخال اصبع و نحوه كآلة الاحتقان أو ذكر غير آدمي أو ذكر خنثي أو ميت أو صبي لا يشتهي و ما يصنع من نحو خشب أو فلوس للمساحقة في الدبر و القبل علي القول المختار فينتقض به الوضوء ان مس الذكر أو الدبر أو الفرج بلا حائل و الّا لا۔

''اور غسل واجب نہیں ہے انگلی داخل کرنے سے اور اسی طرح غیر آدمی کا آلہ تناسل یا خُسرے کا آلہ تناسل یا مُردے کا آلہ تناسل یا بچے کا آلہ تناسل اشتہاء کے بغیر داخل کرایا اور اسی طرح لکڑی کا، پیسوں کا آلہ تناسل دبر اور قُبل میں داخل کرانے سے قول مختار پر ذکر کے مس کرنے یا دُبر یا شرمگاہ کے مس کرنے سے بلا پردے کے وضو ٹوٹ جائے گا لیکن اگر اس صفائی سے داخل کرایا کہ ہاتھ چھوا نہیں تو پھر وضو بھی نہیں ٹوٹا''۔[1]

عورتوں کی دبر زنی کرنا حلال ہے:

وہابیوں کے محدث وحید الزماں لکھتا ہے:

اما مستحل طني النساء في الدبر۔

''بہرحال عورتوں کی دبر میں وطی کرنا حلال ہے''۔[2]

مرد و عورت ننگے ہو کر شرمگاہیں ملائیں تو بھی وضو نہیں ٹوٹتا:

وہابی مولوی وحید الزماں لکھتا ہے:

ولا ينقض (الوضوء) بالقهقهة و لو من مصل بالغ في صلوة كاملة و كذا مس المرأة و الامرد و كذا بالمباشرة الفاحشة۔

''قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ بالغ اپنی نماز میں ہنسے اور اسی طرح عورت کے چھونے سے اور وہ لڑکا جس کی داڑھی ابھی نہ اُگی ہو اس کو چھونے سے وضو

1- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 24

2- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 46

نہیں ٹوٹتا اور اسی طرح ننگے ہو کر مباشرت کرنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا"۔[1]

اپنی انگلی پاخانہ کی جگہ داخل کی یا لکڑی یا لوہے کا آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کیا اگر خشک نکل آئے تو وضو نہ ٹوٹا:

وہابی محدث مولوی وحید الزماں لکھتا ہے:

وكذا لو ادخل اصبعه في دبره فينتقض الوضوء و لو ادخل آلة الاحتقان أو خشبة أو حديدا أو نحوه ثم اخرجها فان رطبته انتقض و الا لا۔

"اور اسی طرح اگر اپنی انگلی کو اپنی دُبر میں داخل کیا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر آلہ لکڑی یا لوہے کا یا اسی طرح کا اور آلہ تناسل پاخانے کی جگہ داخل کیا پھر اس کو نکالا پس اگر دبر سے تر نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر تر نہ نکلا خشک نکلا تو وضو نہیں ٹوٹے گا"۔[2]

شہوت کے وقت آلہ تناسل کو پکڑ لینے سے بعد ختم ہونے شہوت کے غسل واجب نہیں ہوتا:

نجدی محدث وہابی مولوی وحید الزماں لکھتا ہے:

فلو امسك الذكر حتى بطلت شهوته ثم خرج المني لا يلزمه الغسل۔

"پس اگر ذکر کو پکڑ لیا یہاں تک کہ اس کی شہوت ختم ہو گئی تو پھر منی خارج ہوئی تو اس پر غسل لازم نہیں ہوتا ہے"۔

کتے کی کھال کی جائے نماز اور ڈول بنانا جائز ہے:

وہابی محدث مولوی وحید الزماں لکھتا ہے:

1- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 19

2- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 20

وکذلك الکلب ...... ویتخذ جلدہ مصلّٰی و دلوا۔

''اور اس طرح کتے کی کھال کا جائے نماز اور ڈول بنائیں''۔[1]

کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنا جائز ہے:

ولا تفسد صلوٰۃ حاملہ۔

''کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے''۔[2]

انسانی پیشاب میں گندم اور چنے بھگو دے جائیں اور وہ گندم اور چنے پیشاب میں پھول جائیں تو اس کا کھانا دھو کر جائز ہے:

وہابی محدث مولوی وحید الزماں لکھتا ہے:

ولو انتفخت الحنطة من بول الانسان أو المحص أو نحوه تنقع الماء و تجفف فتطهر۔

''اور اگر گندم یا چنوں میں یا کسی اور چیز میں اتنا انسانی پیشاب ڈالا کہ گندم اور چنے پھول گئے ان کو پانی میں ڈال کر نکال لیں اور خشک کر لو تو وہ پاک ہو گئے''۔[3]

جانور کے گوبر یا مینگنی یا جگالی میں جو ہو تو اس جو کو دھو کر کھالینا چاہیے:

ولو خرج شعیر فی بعر أو روث أو حتّٰی یو کل بعد غسلہ۔

''اور اگر گوبر یا مینگنی یا جگالی سے جو نکلا تو اس کو دھو کر کھایا جائے''۔[4]

نماز میں عورت کو بوسہ اور شہوت سے مس کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی:

وہابی مولوی وحید الزماں لکھتا ہے:

1- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 30

2- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 30

3- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 50 طبع بنارس 1328ھ

4- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 54 طبع بنارس

ولو قبل امرائة أو مسها بشهوة وهي في الصلوٰة لا تفسد الصلوٰة۔

''اور اگر عورت کا بوسہ لیا یا شہوت سے اس کو چھوا اور وہ عورت نماز میں تھی تو اس کی نماز نہیں ٹوٹی''۔[1]

چوہا شراب میں گرا پھر شراب سرکہ بن گئی تو وہ شراب پاک ہے:

وہابی محدث مولوی وحید الزمان لکھتا ہے:

ولو وقعت في الخمر ثم تخلل فالخل طاهر۔

''اور اگر چوہا شراب میں گر گیا پھر وہ شراب سرکہ بن گئی تو پاک ہے''۔[2]

اگر کسی عورت نے حالت نماز میں خاوند کا بوسہ لے لیا تو بھی نماز نہیں ٹوٹتی:

وہابی نجدی مولوی وحید الزماں لکھتا ہے:

ولو قبلت المرأة زوجها و هو في الصلوٰة لا تفسد صلوٰته۔

''اور اگر عورت نے شوہر کا حالت نماز میں بوسہ لے لیا تو اس مرد کی نماز نہیں ٹوٹے گی''۔[3]

وہابی مولویوں نے اپنے وہابی اور وہابنوں کو شہوت رانی کے کیسے کیسے گر بتائے ہیں اور اتنی کھلی چھٹی دی ہے کہ حالت نماز میں بھی تم وہابنوں کے ساتھ ایسی غلیظ حرکتیں کرتے رہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا نہ نماز ٹوٹے گی نہ وضو ٹوٹے گا۔

حالت روزہ میں مرد اپنے پاخانہ کی جگہ میں انگلی داخل کرے تو روزہ نہیں ٹوٹتا:

و كذلك لو ادخل اصبعه في دبره ...... لا يفسد الصوم۔

''اور اس طرح اگر مرد (وہابی) نے اپنی انگلی اپنی پاخانہ کی جگہ میں داخل کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا''۔[4]

1- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 54

2- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 54

3- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 111

4- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 229 طبع بنارس

روزے کی حالت میں وہابیوں کو مزے لینے کیلئے کیسی کیسی اٹکیلیاں سوجھتی ہیں۔

اگر کسی عورت نے روزہ کی حالت میں اپنی انگلی اپنی شرمگاہ میں داخل کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا:

وہابی مولوی وحید الزمان لکھتا ہے:

أو ادخلت اصبعها في فرجها لا يفسد الصوم۔

''یا عورت نے اپنی انگلی اپنی شرمگاہ کے اندر داخل کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا''۔[1]

حالت روزہ میں وہابی نجدی مولویوں نے مزے لینے کیلئے اپنی وہابنوں کو بھی طریقے سکھائے تاکہ جس طرح ہم اپنی دُبروں میں انگلیاں لے لے کر مزے اٹھاتے ہیں ہماری وہابنیں بھی کہیں محروم نہ رہ جائیں وہ بھی اپنی انگلیاں اپنی شرمگاہوں میں لے کر مزے اڑائیں اور طرح طرح کے لطف اٹھائیں۔

عورتوں کے ساتھ ان کے فرج کے علاوہ حالت روزہ میں جماع کیا جاسکتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

وہابی محدث وحید الزمان لکھتا ہے:

ولو جامع امرأته فيما دون الفرج و لم ينزل لم يفسد۔

''اور اگر اپنی عورت کے ساتھ فرج کے علاوہ جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا''۔[2]

عورتوں کے ساتھ زبردستی جماع کر لینے سے عورتوں کو روزے کی قضا نہیں پڑتی:

وہابی محدث لکھتا ہے:

اما على المرأة فلا يجب الا القضاء و لو اكرهت فلا قضاء عليها ايضاً

1- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 229

2- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 229

علی القول الراجح۔

''بہر حال عورت پر قضا جماع کروانے کی صورت میں ہے اور اگر زبردستی عورت کے ساتھ جماع کرلیا گیا ہے تو عورت پر روزے کی قضا قول راجح کے مطابق نہیں پڑے گی یعنی عورتوں کا روزہ بھی نہ ٹوٹا''۔[1]

جانوروں، مُردوں یا بچوں کے ساتھ حالت روزہ میں بدفعلی کرنے سے کفارہ نہیں لازم آتا:

وہابی محدث وحیدالزمان لکھتا ہے:

وکذلك لا کفارة علی من جامع بهیمة أو میتة أو حبیاً۔

''اور اسی طرح اس شخص پر کفارہ نہیں ہے جس نے جانور یا مُردے یا بچے کے ساتھ بدفعلی کی ہو''۔[2]

قارئین کرام! یہ ہے وہابی فرقے کی تہذیب وتمدن۔ اسی وجہ سے آئے دن اخبارات میں آپ وہابی مولویوں کی سیاہ کاریوں کی کہانیاں پڑھتے ہیں۔

عورت کو بری نظر سے دیکھنے سے بصورت انزال روزہ نہیں ٹوٹتا:

وہابی محدث وحیدالزمان لکھتا ہے:

ولو نظر الی امرأة أو تفکر فانزل لا یفسد صومه۔

''اور اگر عورت کی طرف نظر کی یا تفکر کیا تو انزال ہو گیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹا''۔[3]

1- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 231

2- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 231

3- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 228 طبع بنارس

حالت اعتکاف میں بلاشہوت عورت کی دبر زنی سے اعتکاف میں کوئی فرق نہیں آتا:

وحیدالزمان وہابی محدث لکھتا ہے:

فان باشر دون الفرج بغیر شهوة فلا بأس۔

''پھر اگر حالت اعتکاف میں عورت کے ساتھ فرج کے علاوہ مباشرت کی تو کوئی حرج نہیں ہے یعنی جائز ہے''۔[1]

حرفِ آخر

فقہ حنفی پر اعتراضات کرنے والوں کو صرف ان کے گھر کا مختصر نمونہ مجبوراً دکھلایا ہے اس لیے کہ فقہ حنفی کے خلاف جس طرح ان وہابیوں نے طوفانِ بدتمیزی برپا کیا ہوا ہے ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ اپنے وہابی اکابر کے ان اقوال وفقہ کو پڑھو اور ڈوب مرو۔

بحمد اللہ فقہ حنفی قرآن وسنّت کا نچوڑ ہے اور وہابیت قرآن وسنّت سے متصادم ہے۔

1- نزل الابرار جلد 1 صفحہ 238 طبع بنارس 1328ھ

980 احادیثِ نبوی کا بےمثال و نادر مجموعہ

مسند
اسحاق بن راہویہ

مصنف

امام ابو یعقوب اسحٰق بن ابراہیم حنظلی مروزی ابن راہویہ

مترجم

حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی